امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون: مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۸/ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۹/مئی ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر 20

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- اسلام کا نظام مساجد اور ہمارے مکاتب
- نئی نسل کی تربیت کی ضرورت
- معاشرتی زندگی کی کامیابی کا راز
- مدارس اسلامیہ کا تحفظ وقت کی بڑی ضرورت
- مسلم معاشرے پر غیر اسلامی تہذیب کے اثرات
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حج: اسلام کا اہم رکن

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ایمان لانا، اور ایمان کے بعد نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، بعض شرائط وقیود کے ساتھ سب پر فرض ہے، مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، فقیر ہو یا مالدار، سب ایک صف میں ہیں، چونکہ یہ کام سب کر سکتے ہیں، بعض مخصوص حالات میں جو لوگ نہیں ادا کر سکتے ہیں ان کو چھوٹ دی گئی ہے یا اعذار ختم ہونے کے بعد ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

زکوۃ اور حج سب پر فرض نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ ان کا تعلق مال سے ہے، اور سب مال والے نہیں ہیں، پھر جن کے پاس مال ہے، ان کے اوپر زکوۃ فرض کرنے کے لیے نصاب کی شرط لگائی گئی اور حج فرض کرنے کے لیے مالداری کے ساتھ ''استطاعت'' کی قید لگائی گئی، اس لیے کہ حج میں سفر کرنا بھی ہوتا ہے اور مال بھی خرچ کرنا ہوتا ہے، اب اگر آدمی بیمار ہے، تندرست نہیں ہے تو خود سفر نہیں کر سکتا، قید میں ہے تو سفر کی اجازت ہی نہیں۔ تندرست وتوانا اور آزاد ہے؛ لیکن راستہ پر امن نہیں ہے۔ عورت کے ساتھ کوئی محرم جانے والا نہیں ہے یا عورت عدت میں ہے، تو بھی سفر ممکن نہیں، اس لیے اس پر حج فرض نہیں، سب کچھ موجود ہے، سفر خرچ اور واپسی تک بال بچوں کے نفقہ کی صورت نہیں بنی تو بھی حج کرنا ممکن نہیں اور اللہ رب العزت اپنے فضل سے بندوں پر اسی قدر فرض کرتا ہے جس کی ادائیگی پر وہ قدرت رکھتا ہو۔

اب قدرت وطاقت، صحت، مال ودولت اور ہر قسم کی مطلوبہ استطاعت ہو تو اللہ اپنے گھر کی طرف بلاتا ہے، سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے، ایسے میں وہ یوں ہی بلا لے کچھ نہ دے اور کوئی وعدہ نہ کرے، تب بھی سر کے بل جانا چاہیے، دوڑنا چاہیے، لیکن یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا فضل اور کرم ہے کہ سب کچھ دے کر کہتا ہے کہ آؤ میرے گھر، احرام باندھو، طواف کرو، سعی کرو، حجر اسود کا استلام کرو، رکن یمانی کو چھوؤ، زمزم پیو، صفا ومروہ کی سعی کرو، عرفہ، مزدلفہ میں وقوف کرو، منیٰ میں رات گذارو، شیطان کو کنکری مارو، قربانی کرو، ہم اس کے بدلے تمہیں جنت دیں گے، وہ جنت جس کے لیے تم پوری زندگی ہماری عبادت کرتے رہتے ہو، اس پوری زندگی کا مطلوب صرف ایک حج مقبول میں تمہیں دیں گے، تم نے اس سفر میں کوئی غلط کام نہیں کیا، جھگڑا نہیں کیا، شہوانی خواہشات سے مغلوب نہیں ہوئے تو ایسے پاک صاف ہو کر گھر لوٹو گے جیسے آج ہی تم ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوئے ہو، اس کے علاوہ اور بھی انعامات تمہیں ملیں گے، تمہارے اندر دنیا سے بے توجہی پیدا ہو جائے گی، آخرت کی فکر اور رغبت تمہاری زندگی کا حصہ بن جائے گی، تم نے جو مال خرچ کر دیا وہ تمہارے لیے فقر وفاقہ کا باعث نہیں بنے گا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہیں اور دے کر غنی بنا دے گا، اتنا دے گا کہ بے نیاز ہو جاؤ گے، تمہیں ہر قسم کی عصبیت اور امتیاز کی بیماری سے پاک کر دے گا، ریا، نمود ونمائش کا جذبہ ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان فضل ونعمت کے بعد بھی دوسرے ارکان کی ادائیگی کی طرح حج میں جانے میں کوئی کوتاہی کرتا ہے تو یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے، یقیناً حج زندگی میں ایک بار فرض ہے، لیکن فرض ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتا ہے اور کیا معلوم اگلی زندگی کیسی ہوگی؟ ابھی اللہ کے انعام کی قدر نہیں کیا اور بعد میں مال ہی جاتا رہا یا صحت ہی باقی نہ رہی تو یہ فرض باقی رہ جائے گا، اس لیے انتظار کرنا کہ ملازمت سے سبکدوش ہو جائیں تب اللہ کے بلاوے پر لبیک کہیں گے اور سب گناہ سے رک جائیں گے، یہ شیطان کا بہلاوا ہے کہیں اس کے پہلے ہی بلاوا آ گیا اور کون جانتا ہے کہ کب بلاوا آئے گا؟ مرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی اور کوئی نہیں جانتا کہ کب اور کس وقت ملک الموت اپنا کام کر جائیں گے؛ اس لیے جو زندگی دی گئی ہے اور جو مال ودولت صحت وعافیت فراہم ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور بلا تاخیر اللہ کے اس بلاوے پر دوڑ جانا چاہیے۔

ہمارے بعض بھائی اس اہم رکن کی ادائیگی کو اس لیے ٹالتے ہیں کہ بچی کی شادی کرنی ہے، حج الگ فرض ہے اور بچی کی شادی الگ ذمہ داری ہے، خصوصاً اس شکل میں جب کہ لڑکی ابھی سیانی بھی نہیں ہوئی ہے ذمہ داری ہی اس کام کی نہیں آئی، ایسے میں کہاں کی عقل مندی ہے کہ ایک فرض کو آئندہ والی ذمہ داری کے نام پر ٹالا جائے۔ یہی حال مکان کی تعمیر، زمین کی خریدگی، اور دوسرے گھریلو معاملات کا ہے، جن کے نام پر شیطان بہکاتا رہتا ہے، اور حج کی ادائیگی مؤخر ہوتی رہتی ہے، اور پھر وہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ ادائیگی کی شکل باقی نہیں رہتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی عذر نہ ہو، استطاعت بھی ہو، سخت حاجت بھی درپیش نہ ہو، ظالم بادشاہ اور مرض نے بھی نہ روکا ہو اور وہ بغیر حج کئے مر گیا تو یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

بندہ جب اس بات کو سمجھ لیتا ہے اور حج کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے تو اسے اللہ پر کامل اعتماد پیدا ہو جاتا ہے، وہ خدا کے فیصلوں پر بھروسہ کرنے لگتا ہے، اور دل میں اطمینان قلب کی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس سے دنیا میں بھی سکون ملتا ہے اور آخرت کے راستے بھی ہموار ہوتے ہیں، اس پہلے تحفہ کے ساتھ عازمین کا سفر حج شروع ہوتا ہے، مال ودولت کی محبت نکلتی ہے تو بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی فکر بھی ہوتی ہے، جس جس کا حق دبا رکھا ہے، سب کو ادا کر دیتا ہے، بیٹی کا حق، بھائی کا حق، پڑوسیوں کے حقوق یہ اللہ پر توکل کا پہلا اثر ہوتا ہے، جو حقوق ادا نہیں ہو سکے، جو کوتاہیاں اور غلطیاں رہ گئیں اس کے لئے بندوں سے معافی مانگتا ہے اور سارے علائق دنیوی سے کنارہ کش ہو کر کفن نما دو کپڑے پہن کر اللہ کے راستے پر ہو لیتا ہے۔

احرام باندھا، آرائش وزیبائش کا خیال جاتا رہا، نہ خوشبو ہے، نہ میل چھڑایا جا رہا ہے، نہ بال ناخن بنائے جا رہے ہیں، دیوانگی، وارفتگی، شیفتگی میں مزہ آ رہا ہے۔ عشق حقیقی کے مراحل طے ہو رہے ہیں، سفر جاری ہے، حاجی انہیں سرمستی میں مکہ پہنچ جاتا ہے، وہاں وہ دیکھتا ہے کہ پوری دنیا سے آئے ہوئے لوگ اپنے اپنے انداز میں عبادت کر رہے ہیں کوئی ہاتھ باندھے ہوا ہے، اور کوئی بغیر باندھے ہی اللہ کے دربار میں کھڑا ہے، کوئی آمین زور سے کہہ رہا ہے، اور کوئی دھیرے، کوئی رفع یدین کر رہا ہے، اور کوئی نہیں، جنازہ میں کوئی سلام ایک ہی طرف پھیرتا ہے تو کوئی دونوں طرف، اتحاد واجتماعیت کا یہ مظہر، ہمیں ہر قسم کے تعصب سے پاک ہونے کا تحفہ دیتا ہے، ذات برادری، زبان، علاقائیت، مسلک ومشرب، رنگ ونسل کی تفریق سب اس اجتماعیت میں کھو جاتے ہیں، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر، عجمی پر عربی کو فضیلت نہیں رہتی، معیارِ فضیلت تقویٰ کھلے آنکھوں سے یہاں دکھتا ہے، ایک امت اور ایک جماعت کا صرف تصور نہیں تصدیق کے مراحل طے ہوتے ہیں، قرآن نے یوں ہی اعلان نہیں کیا کہ یہ امت ایک امت ہے اسے رب کی عبادت کرنی چاہیے اور اس سے ہی لو لگانا چاہئے، اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ وَ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْن پڑھتے جائیے اور غور کرتے جائیے کہ علم وحکمت کے کتنے موتی اور عمرانی تمدنی دنیا کے کتنے اسرار ورموز آپ پر کھلتے جائیں گے یہ منظر کتنا حسین ہے، کوئی اختلاف نہیں، کوئی جھگڑا نہیں، الگ الگ انداز سے عبادت کرنے والے کو حیرت کی نگاہ سے بھی کوئی نہیں دیکھتا، سب ایک لڑی میں پروے ہوئے ہیں، یہ لڑی کلمۂ واحدہ کی لڑی ہے، سب محمد رسول اللہ کے کلمہ پڑھنے والے ہیں، حج کا یہ منظر ہمیں بتاتا ہے کہ فروعی مسائل میں کسی طرح لڑنے کی گنجائش نہیں ہے، کسی مسلک کا ماننے والا ہو، وہ حرمین شریفین کے امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، کوئی نہیں دیکھتا کہ ہمارے امام سے ان کا طریقہ الگ ہے، یا یہ کس امام کو مان رہے ہیں۔ اجتماعیت کا یہ وہ پیغام ہے جسے حاجی اپنے ساتھ تحفہ کے طور پر لے کر آتا ہے، یہ تحفہ اسے دوسروں تک بھی پہونچانا چاہئے۔

ایک اور تحفہ صبر وتحمل کا حاجی کے ساتھ آتا ہے، دھکے پر دھکے کھا رہا ہے، اللہ کی بڑائی بیان کر رہا ہے، معافی حاجی، معافی حاجی کی رٹ لگا رہا ہے، وہ دھکے کھا کر مرنے مارنے پر آمادہ نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ سب سہہ رہا ہے، اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے، اسے یاد ہے کہ '' فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَاجِدَالَ فِي الْحَجِّ ''، وہ اپنے حج کو رفث، فسوق، اور جدال سے بچا رہا ہے، اب وہ حج سے لوٹا ہے تو دوسرے کے لئے بھی اپنے ساتھ برداشت کا تحفہ لایا ہے، تحمل اور صبر کی سوغات لایا ہے، یہ سوغات اگر قاعدے سے لوگوں تک پہونچ جائے تو بے شمار سماجی اور تمدنی فائدے لوگوں کو حاصل ہوں گے۔

ایک تحفہ شرک وبدعات سے اجتناب کا بھی ہے، صرف اور صرف اللہ کی عبادت کا جو خیال حج میں راسخ ہوتا ہے، لبیک اللھم لبیک کی صدا انسانوں کو جس طرح غیروں سے بے نیاز کرتی ہے اسے بھی عام کرنے کی ضرورت ہے، روضہ رسول پر صلاۃ وسلام پیش کر کے جو روحانیت حاجی نے حاصل کی ہے، اسے بھی بانٹنے کی ضرورت ہے اور بتانے کی ضرورت ہے کہ محبت رسول کیا چیز ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اور اتباع رسول کس طرح بندے کو اللہ کی محبت کا حق دار بنا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ حسب صلاحیت واستطاعت مختلف ممالک کے لوگوں کے احوال وآثار سے جو واقفیت اس سفر میں ہوئی، علمی گفتگو سے جو کچھ سمجھنے کو ملا، یقیناً یہ سارے تحفے انتہائی قیمتی ہیں، اور اس کی تقسیم بھی حاجی کی ذمہ داری ہے، کیوں کہ وہ ضیوف الرحمٰن بن کر گیا تھا، اور داعی بن کر واپس ہوا ہے۔

اچھی باتیں

''جس دن انسان یہ سمجھ جائے گا کہ سامنے والا غلط نہیں ہے، صرف اس کے خیالات ہم سے مختلف ہیں، اس دن زندگی کے بہت سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے ☆ شعور کا پہلا درجہ خاموش رہنے کی عادت، دوسرا درجہ بدتمیزی سے جواب نہ دینا اور تیسرا درجہ بد اخلاقی کا جواب اخلاق سے دینا ہے ☆ لوگ دیواروں کے کان سے ڈرتے ہیں فرشتوں کے قلم سے نہیں ☆ انسان کے پاس خوش رہنے کے ہزاروں اسباب ہیں؛ لیکن وہ مایوسی اور اداسی کی مار سے سب کو قتل کر دیتا ہے ☆ جب سارے راستے بند ہو جاتے ہیں تو بھی ایک دروازہ کھلا رہتا ہے اور وہ ہے اللہ کا دروازہ۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''کرناٹک میں حال ہی میں مکمل ہونے والے انتخابات میں مذہب کی بنیاد پر ہونے والی سیاست میں مزید زوال کا مشاہدہ کیا گیا، بجرنگ دل ایک طاقتور سیاسی تنظیم ہے، جس کے سر پر تشدد واقعات کے الزامات عام ہیں، اس تنظیم پر پابندی لگانے کی بات کو بجرنگ دل سے نہیں بجرنگ بلی سے جوڑ دیا گیا تا کہ سماج میں انتشار پیدا ہو، یہ کسی اور نے نہیں، وزیر اعظم نے کیا، انہوں نے اپنی انتخابی تقریر بجرنگ بلی کے نعروں کے ساتھ شروع کیا اور اسی پر اختتام کیا، بی جے پی کی انتخابی مہم نے اس وقت خطرناک موڑ لے لیا جب رائے دہندگان سے اپیل کی گئی کہ وہ بجرنگ بلی کا نعرہ لگا کر ووٹ دیں۔ (انقلاب ۱۶/مئی ۲۰۲۳ء)

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

تعلیم کے میدان میں آگے بڑھئے

"وعلم آدم الأسماء كلها" اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے" (سورہ بقرہ)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیدائش کے وقت ہی ان کے مقصد زندگی اور ضروریات زندگی حتی کہ راحت و آسائش سے متعلق تمام چیزوں کا علم ودیعت کردیا اور ان کے واسطہ سے اولاد آدم کو ان چیزوں کی شناخت اور تعیین کی صلاحیت عطا فرمادی، ان میں وہ علوم جو خاص انسان سازی پر مبنی ہیں، جن کے ذریعہ بندہ کے اندر ایمان ویقین کے ساتھ روحانی کمالات پیدا ہوتے ہیں، انہیں علم دین سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے کتاب وسنت کا علم، جس سے خالق ومخلوق کا رشتہ استوار ہوتا ہے اور اس سے مخلوق کی عبودیت و بندگی ظاہر ہوتی ہے، انما يخشى الله من عباده العلماء" اللہ سے علم رکھنے والے بندے ہی ڈرتے ہیں، یہ گویا تعلیم کا بنیادی مقصد ہے کہ بندہ کے اندر خدا ترسی کی صفت پیدا ہوجائے، دوسرے وہ علوم ہیں جن سے اشیاء سازی کی دریافت ہوتی ہے یا کائنات سے استفادہ کی راہیں کھلتی ہیں، جیسے سائنس اور ٹکنالوجی وغیرہ کے علوم ہیں جن سے کائنات کی بعض حقیقتوں سے پردہ اٹھایا جاتا ہے، ایسے علوم کو دنیاوی علوم سے تعبیر کیا گیا، جس پر ماضی میں مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں کمال پیدا کیا اور اس کو خدمت خلق کا ایک ذریعہ گردانا، اس طرح کے علوم بھی اسلام کو مطلوب ہیں، اس لئے کہ اسلام کسی علم کا مخالف نہیں ہے، اس نے ہمیشہ علم وتحقیق کی حوصلہ افزائی کی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم ودانش کی بات مومن کی متاع گمشدہ ہے، مگر ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نافع علم کی دعا فرماتے تھے اور غیر نافع سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے، اگر دنیاوی علوم کی تحصیل کا مقصد خشیت ربانی ہو تو وہ بھی محبوب ومطلوب ہیں، تاکہ اس کے ذریعہ بھی کردار وعمل میں نکھار پیدا ہو، نیز حقوق کی ادائیگی اور فرائض کی پابندی میں کوتاہی نہ برتی جائے، آج دنیا میں جو بے راہ روی، اخلاقی انارکی اور معاشرتی خرابی پھیلی ہوئی ہے وہ سب تعلیم کے فقدان کا نتیجہ ہے، اگر دنیا اسلامی نظریہ تعلیم کو اختیار کرلے تو یقین مانئے کہ بے دینی اور الحاد کے بادل چھٹ جائیں گے اور دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گی، اسلام کے نظام تعلیم کا مقصد یہی ہے کہ انسانیت کی ترقی کا راز اعلیٰ اخلاقی کردار میں پوشیدہ ہے اور یہ چیزیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے ذریعہ حاصل ہوں گی، اب وقت آگیا کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں اور تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں، خود کو دینی وعصری تعلیم میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی زیور علم سے آراستہ کریں، غفلت اور بے حسی کے پردہ کو چاک کریں اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ بیدار کریں۔

خوش نصیب لوگ

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے آدمی قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے اور اولین وآخرین ان پر رشک کریں گے، ایک وہ شخص جو محض رضائے الٰہی کے لئے ہر دن رات میں پنج گانہ نمازوں کی اذان دیتا ہے، دوسرا وہ شخص جو کسی قوم کی امامت اس حالت میں کرے کہ وہ اس کے دین ودیانت اور طہارت وتقویٰ کی وجہ سے اس سے راضی ہوں، تیسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کیا اور اپنے آقاؤں کا بھی" (ترمذی شریف، ابواب صفۃ الجنۃ)

وضاحت: قیامت کے دن ہر شخص نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو پسینے سے شرابور ہوں گے اور دنیا میں کئے گئے اپنے اعمال وکردار کے حساب میں پھنسے ہوں گے، لیکن تین قسم کے خوش نصیب بندے مشک وعنبر کے ٹیلوں پر فائز ہوں گے، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے کہ کاش یہ مقام ومرتبہ ہمیں بھی حاصل ہوجاتا، ان تین خوش نصیب لوگوں میں ایک وہ شخص ہوگا، جو دنیا میں مسلمانوں کو خدا کی بارگاہ میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کی دعوت دیتا تھا، اللہ اس کو اپنے فضل وکرم سے عزت ورفعت کی نعمت عطا فرمائیں گے، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے، یعنی وہ اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کو گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے اور خوش ہوں گے، ان کو یہ سعادت اذان دینے کے صلہ میں حاصل ہوگی، اللہ کے یہاں تو یہ مقام ومرتبہ ہوگا، مگر ہم کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیا میں موذن کے ساتھ ہمارا کیا طریقہ عمل رہتا ہے؟ مسجد کمیٹی کے لوگ اور مقتدی مؤذن کو بسا اوقات حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں، اگر اذان دینے میں دو چار منٹ تاخیر ہوگئی تو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، جن کا مقام اللہ کے یہاں بلند ہے، ہم بھی ان کی تعظیم وتکریم کریں، البتہ موذن صاحب بھی اپنی ذمہ داری کو عبادت سمجھ کر انجام دیں، مسجد کی ہر خدمت کو اپنے لئے نجات تصور کریں، مسجد کی دیکھ ریکھ، صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، جھاڑو دینے والوں کی مدد کریں، دیواروں پر گرد وغبار اور دوسرے داغ دھبوں کو صاف کردیں، دوسرا وہ شخص جو قوم کی امامت کرتے ہیں، مسجدوں میں نماز پڑھاتے ہیں، انہیں بھی اللہ بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے، کیونکہ امام محلّہ، بستی اور قوم کا پیشوا ہوتا ہے، وہ گویا اعلیٰ منصب پر فائز ہے، اسلئے ان کی عزت کی جائے اور انہیں محبت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جائے، یہ ہر مسلمان کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے، جب آپ کے دل میں امام کی قدر ومنزلت ہوگی تو نماز میں خشوع وخضوع کی کیفیت اور روحانیت ونورانیت پیدا ہوگی، اور اگر دل میں کدورت، حسد وبغض ہوگا تو ان کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نمازوں کی روحانیت کیف وسرور ختم ہوجائے گی، البتہ مؤذن وامام کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس کا ہر کام سنت وشریعت کے مطابق ہو، کوئی کام خلاف شرع نہ ہو، ورنہ مقتدی اس کو دلیل وحجت بنا کر پیش کریں گے، لہذا ان دونوں کو بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، امامت کرنا ایک انتہائی نازک ذمہ داری ہے، بے غرض اور دنیاوی منادات کی سطح سے بلند ہوکر دین کی خدمت کریں، کسی بھی صاحب ثروت اور اہل وجاہت سے مرعوب ہوکر حق گوئی سے باز نہ آئیں، حدیث مذکورہ میں قیامت کے دن جس تیسرے شخص کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کا تذکرہ کیا گیا، وہ غلام جو دنیا میں اپنے مالک کی بھی خدمت کرتا ہے اور اللہ کی یاد، ذکر وتلاوت اور ریاضت ومجاہدہ بھی کرتا رہتا ہے، گویا اس دوہری ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام دینے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اسے بلند مقام عطا فرمائیں گے، حدیث پاک کو غور اور توجہ سے پڑھئے اور اپنے اندر اصلاح حال کی کوشش کیجئے، اللہ ہمیں بھی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اگر دوران طواف وضو ٹوٹ جائے

س: اگر طواف کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

ج: طواف کے لئے وضو شرط ہے، اگر دوران طواف وضو ٹوٹ جائے تو جہاں وضو ٹوٹا ہے وہیں پر طواف روک کر باہر نکل جائے اور دوبارہ وضو کرکے ازسرنو طواف کرے، لیکن اگر چار یا اس سے زیادہ چکر پورے کرنے کے بعد وضو ٹوٹا ہے تو اس صورت میں وضو کرکے جہاں پہ وضو ٹوٹا ہے وہیں سے بقیہ چکر پورا کرلے تو اس سے بھی طواف درست ہوجائے گا:"لو خرج من الطواف او من السعي الى جنازة او مكتوبة او تجديد وضوء ثم عاد بنى لو كان ذالک بعد اتيان اكثره ولو استأنف لاشيء عليه ويستحب الاستئناف فى الطواف اذا كان قبل أكثره" (غنية الناسک، ص:۱۲۷، باب ماهية الطواف)

عمرہ کا طواف بغیر وضو یا بحالت جنابت کیا

س: اگر کسی نے عمرہ کا طواف بغیر وضو یا بحالت جنابت یا حیض یا نفاس کیا تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: عمرہ کا طواف بغیر وضو یا بحالت جنابت یا حیض یا نفاس کیا گیا تو ایک دم یعنی دنبہ یا بکری حدود حرم میں ذبح کرنا لازم ہوگا، البتہ اگر وضو کرکے یا پاکی کی حالت میں دوبارہ طواف کرلیا جائے تو یہ دم ساقط ہوجائے گا:"ولو طاف للعمرة كله او اكثره او اقله ولو شوطا جنبا او حائضا او نفساء او محدثا فعليه شاة لافرق بين الكثير والقليل والجنب والمحدث لانه لامدخل فى طواف العمرة للبدنة ولا للصدقة... وان اعاد سقط عنه الدم" (رد المحتار:۳/۵۸۳)

طواف زیارت بغیر وضو کیا

س: حج کرنے والے نے طواف زیارت بغیر وضو کیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: بغیر وضو طواف کرنا ممنوع ہے، اگر کسی نے طواف زیارت بغیر وضو کرلیا تو اس پر دم لازم ہوگا، البتہ اگر وہ وضو کے ساتھ دوبارہ طواف کرلیتا ہے تو دم ساقط ہوجائے گا:"ولو طافه للزيارة كله او اكثره محدثا فعليه شاة وعليه الاعادة استحبابا... فان اعاده سقط عنه الدم سواء اعاده فى ايام النحر او بعدها ولاشيء عليه للتاخير" (ارشاد السارى، ص:۴۹۰)

طواف زیارت جنابت یا حیض کی حالت میں کیا

س: اگر کسی نے ناپاکی کی حالت میں طواف زیارت کرلیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا ممنوع ہے، اگر کسی نے اسی حالت میں طواف زیارت کرلیا تو گناہ ہوگا اور حرم کے حدود میں بدنہ یعنی اونٹ یا گائے ذبح کرنا لازم ہوگا، اس پر ضروری ہوگا کہ غسل کرکے دوبارہ پاکی کی حالت میں طواف زیارت کرلے، اگر ایسا کرلیا جاتا ہے تو اس سے بدنہ ساقط ہوجائے گا:"ولو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء كله او اكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة ويقع معتدا به فى حق التحلل ويصير عاصيا ويعيده طاهرا حتما، فان اعاده سقطت عنه البدنة" (غنية الناسک،ص:۲۷۳، باب الجنايات، الفصل الثالث)

طواف زیارت جنابت میں کیا لیکن طواف وداع پاکی میں کیا

س: کسی نے طواف زیارت بحالت جنابت کیا، لیکن طواف وداع پاکی کی حالت میں کیا تو شرعاً کیا حکم ہے، یہ طواف وداع طواف زیارت بنے گا یا نہیں اور دم لازم آئے گا یا بدنہ؟

ج: اگر کسی نے طواف زیارت بحالت جنابت کیا، لیکن ۱۲ر ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے طواف وداع پاکی میں کرلیا تو یہ طواف وداع اس کے لئے طواف زیارت بن جائے گا اور طواف وداع ترک کرنے کا دم دینا ہوگا، البتہ اگر اس کے بعد کوئی اور طواف کرلیا، تو وہ طواف، طواف وداع بن جائے گا اور دم ساقط ہوجائے گا۔

اور اگر طواف زیارت جنابت میں کرنے کے بعد پاکی کی حالت میں طواف وداع کیا، لیکن یہ طواف ۱۲ر ذی الحجہ کے بعد کیا، تو بھی یہ طواف، طواف زیارت بن جائے گا، مگر تاخیر کی وجہ سے ایک دم اور طواف وداع ترک کرنے کی وجہ سے جو دم واجب ہوا تھا، وہ ساقط ہوجائے گا اور طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے صرف ایک دم دینا کافی ہوگا (حج کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا:۳/۶۲) "لو طاف للزيارة جنبا وللصدر طاهرا فان طاف للصدر فى ايام النحر فعليه دم لترک الصدر لانه انتقل الى الزيارة، وان طاف للصدر ثانيا فلاشيء عليه، وان طاف للصدر بعد ايام النحر فعليه دمان، دم لترک الصدر ودم لتاخير الزيارة وان طاف للصدر ثانيا سقط عنه دمه" (غنية الناسک،ص:۲۷۴، باب الجنايات)

پیشاب کی نلکی لگے طواف کرنا

س: ایک شخص جس کو پیشاب کے راستہ میں نلکی لگی ہوئی ہے اور اس نلکی کے ذریعہ پیشاب ایک تھیلی میں جمع ہوتا ہے، کیا اس تھیلی کے ساتھ طواف درست ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں شخص مذکور جس کو پیشاب کی نلکی لگی ہوئی ہے وہ اسی حالت میں طواف کرسکتا ہے، شرعاً جائز ودرست ہے، طواف ہوجائے گا، البتہ بہتر یہ ہے کہ طواف سے پہلے پیشاب کی تھیلی کو پیشاب سے خالی کردے:"فاما الطهارة عن النجس فليست من شرائط الجواز بالاجماع فلايفترض تحصيلها ولاتجب ايضا لكنه سنة حتى طاف وعلى ثوبه نجاسة اكثر من قدر الدرهم جاز ولايلزمه شيء الا انه يكره" (بدائع الصنائع:۲/۳۱۰) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 20 مورخہ ۸ر ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۹ر مئی ۲۰۲۳ء روز سوموار

یوپی ایس سی امتحان کے نتائج

یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) نے تحریری وتقریری امتحان کے بعد نو سو تینتیس (933) امیدواروں کو کامیاب قرار دیا ہے، بیٹیوں نے اس بار پھر اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اول، دوم پوزیشن پر قبضہ کرنے کے ساتھ سرفہرست پچیس (25) کامیاب امیدواروں میں چودہ لڑکیوں نے اپنی جگہ بنائی، سرفہرست دس کامیاب امیدواروں میں ساتواں رینک وسیم احمد بھٹ نے حاصل کیا، پہلی، دوسری پوزیشن پر بہار کی لڑکیوں نے ریاست کا نام روشن کیا، اتفاق سے دونوں کے والد پہلے ہی مر چکے تھے اور ان دونوں نے ماں کی نگرانی میں وسائل سے محروم ہونے کے باوجود تیاری کی اور ہدف کو پالیا، ان میں سے ایک ایشی تا کشور، پٹنہ اور دوسری گریما لوہیا بکسر کی رہنے والی ہے، پتہ چلا کہ محنت اور مسلسل محنت ہی ہدف تک پہونچنے کا اصل ذریعہ ہے، ارادے پختہ ہوں تو راستہ کی رکاوٹوں کا دور کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہوتا، ایسا پہلی بار نہیں ہوا ہے کہ بہار کی لڑکیوں نے ٹوپ کیا ہے بلکہ لگاتار تین سالوں سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ چھ سو تیرہ (613) لڑکے اور تین سو بیس (320) لڑکیوں اس بار کامیابی کا مژدہ سنایا گیا۔

اس امتحان میں شریک مسلم امیدواروں کی بات کریں تو بتیس (32) مسلم امیدواروں نے کامیابی حاصل کی جن میں (9) لڑکیاں ہیں، سرفہرست کامیاب امیدواروں میں وسیم احمد بھٹ ساتویں، نوید احسان بھٹ 84 اور اسد زبیر رینک کے اعتبار سے 86 نمبر پر ہیں، یہ نتائج بہت تشفی بخش تو نہیں، لیکن بہتر ہیں۔

درجہ بندی کے اعتبار سے دیکھیں تو جنرل کوٹے سے 345 ای ڈبلو ایس 99 او بی سی 263 درج فہرست ذات اور قبائل سے 72 امیدوار منتخب ہو کر آئے، ان تمام کامیاب امیدواروں میں 38 امور خارجہ 180 آئی اے ایس، 200 آئی پی ایس، 473 مرکزی حکومت کے گروپ اے اور 31 گروپ بی کی خدمات پر لگائے جائیں گے۔

امسال کے نتائج امتحان کا جائزہ لیں تو مسلم امیدواروں کے حق میں یہ زیادہ بہتر نہیں ہیں، بلکہ مفت کوچنگ کے نام پر ملت کا جس قدر سرمایہ اس کام پر لگ رہا ہے، ہمیں اس تناسب سے کامیابی نہیں مل رہی ہے، تمام تر محنت کے باوجود ہمارے طلبہ اصل تحریری امتحان (مینس) میں نہیں لکھ پا رہے ہیں، اس لیے ان کے کٹ آف مارکس کم آ رہے ہیں۔ 2020 میں ہمارے بچوں کا کٹ آف مارکس صرف پچاس فی صد تک جا سکا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے طلبہ کس قدر پیچھے ہیں، جو تنظیمیں طلبہ کو یوپی ایس سی کے لیے تیار کرتی ہیں، انہیں اس کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہماری محنت میں کہاں کمی ہے، جو نتائج خاطر کواہ سامنے نہیں آ رہے ہیں، یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم ان بچوں پر اپنی محنت اور سرمایہ تو نہیں لگا رہے ہیں جو اپنی قابلیت اور ذہانت کے اعتبار سے اس امتحان کی تیاری کے لیے ہی موزوں نہیں ہیں۔

دو ہزار روپے کے نوٹوں کی جمع بندی

ریزو بینک آف انڈیا (RBI) نے اپنے ایک حکم نامہ میں دو ہزار روپے کے نوٹ کو ستمبر تک بینک میں جمع کرا دینے کو کہا ہے، اس نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ چار ماہ گذرنے کے بعد بھی اگر کسی کے پاس یہ نوٹ ہوگا تو اسے ناقابل قبول نہیں قرار دیا جائے گا، البتہ ایک بار میں دو ہزار کے بیس نوٹ ہی بدلے جا سکیں گے، بینک اس سے یہ دریافت نہیں کرے گا کہ اس کے پاس اتنے نوٹ کس طرح آئے، 2016 کی نوٹ بندی کے مقابل یہ نوٹ بندی نہیں جمع بندی ہے، اچھی بات یہ ہے کہ اس کام کے لیے ہمارے وزیر اعظم کو سامنے نہیں آنا پڑا ہے۔

مرکزی حکومت نے 8 نومبر 2016 کو جب نوٹ بندی کا اعلان کیا تھا، پانچ سو اور ایک ہزار کے پرانے نوٹ کو چلن سے خارج کیا تھا تو اسے کالا دھن پر روک لگانے کی سمت میں اہم قدم قرار دیا تھا، کچھ دن کے بعد جب ایک ہزار کے بدلے دو ہزار کے نوٹ مارکیٹ میں آئے تو عوام نے جان لیا کہ انہیں بے وقوف بنایا گیا ہے، کیوں کہ کالا دھن جمع کرنے والے کو چھوٹا نوٹ لے کر اس سے بڑا نوٹ فراہم کر دیا گیا ہے، تاکہ وہ دو ہزار کے نوٹ کے ذریعہ زیادہ آسانی سے کالے دھن کی ذخیرہ اندوزی کر سکیں، دیر سے ہی صحیح، سرکار کو بھی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ یہ قدم اس کا غلط تھا، چنانچہ دو ہزار کے نوٹوں کی چھپائی کا کام 19-2018 کے مالی سال میں بند کر دیا گیا، اب یہ نوٹ عام طور سے چلن میں نظر نہیں آ رہے تھے، کیوں کہ کالے دھن والوں نے اسے جمع کر لیا تھا، آر بی آئی کے اس اعلان سے کالے دھن کو سفید کرنے کا انہیں قیمتی موقع ہاتھ آیا اور وہ اس کا استعمال تیزی سے کر رہے ہیں، عوام کے پاس یہ نوٹ تو ہے ہی نہیں، اس لیے عوام پر اس حکم کا کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے، رہ گیے کالے دھن والے تو ان کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ مختلف اوقات میں جتنے نوٹ چاہیں بدلیں، انہیں کسی شناختی کارڈ، فارم یا کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے ہمارا یہ ماننا ہے کہ نہ پہلے کی نوٹ بندی سے کالے دھن میں کوئی کمی آئی تھی اور نہ اب کہ دو ہزار کے نوٹ جمع کرنے سے کوئی فرق پڑے گا۔ دو ہزار روپے کا نوٹ نومبر 2016 میں آر بی آئی ایکٹ 1934 کے سیکشن (1)24 کے تحت سامنے لایا گیا تھا، جس کا بنیادی مقصد پانچ سو اور ایک ہزار کے نوٹوں کے خارج کرنے کے بعد صارفین کی ضرورت کو پورا کرنا تھا، آر بی آئی نے اسے جمع کرانے کی وجہ "کلین نوٹ پالیسی" پر عمل کرانا ہے، اگر یہ بات صحیح ہے تو دس، بیس، پچاس اور سو روپے کے نوٹ اس کام کے لیے بڑی تعداد میں دستیاب ہیں، جنہیں صارفین نے لکھ لکھ کر گندہ کر رکھا ہے اسے جمع کرایا جانا چاہیے تھا تاکہ وہ کلین ہو سکیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ایک ہے عوامی سطح پر اس کرنسی کا چلن نہ ہونا اور دوسرا ہے قانونی سطح پر اس کو چلن سے خارج کرنا، دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، عوامی سطح پر کسی سکے اور روپے کا استعمال نہ کیا جانا عوام کے حق پر چوٹ نہیں ہے، مثلاً ایک پیسہ، دو پیسہ، تین پیسہ، پانچ پیسہ، دس پیسہ، بیس پیسہ، چونی، اٹھنی، ایک روپے دو روپے اور پانچ روپے کے نوٹ عوامی سطح پر استعمال میں نہیں دکھتے، کیوں کہ اب وہ ان کی ضرورت نہیں محسوس کرتے، اٹھنی تک کی تو اب کوئی چیز بھی نہیں ملتی، ایک روپے میں دستیاب ہونے والی اشیاء کو بھی اب انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے، ان سکوں اور روپیوں کو چلن سے باہر کرنے کے لیے حکومت نے کوئی نوٹی فیکیشن جاری نہیں کیا، لیکن یہ خود بخود ختم ہو گیے، اس کے برعکس جب سرکار کسی نوٹ پر پابندی لگاتی ہے تو یہ عوام کی محنت کی کمائی کو برباد کرنے کے مترادف ہوتا ہے اور انہیں سخت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ 8 نومبر 2016 کی نوٹ بندی کے موقع سے دیکھا گیا۔

پارلیامنٹ کی نئی عمارت کی افتتاحی تقریب

گوالکر کے یوم پیدائش 28 مئی کو وزیر اعظم نریندر مودی ملک کے پارلیامنٹ کی نو تعمیر عمارت کا افتتاح کرنے والے ہیں، یہ بی جے پی حکومت کے سنٹرل وسٹا پروجیکٹ کا حصہ ہے، جس کے مکمل ہونے کے بعد تمام وزارتوں کے دفاتر اور سکریٹریٹ یہاں منتقل ہو جائیں گے، جب پورا ملک کورونا کی وحشت اور دہشت میں مبتلا تھا، وزیر اعظم نے اس کی تعمیر کا منصوبہ بنایا، نہ کسی سے رائے لی گئی اور نہ اس پروجکٹ پر پارلیامنٹ میں بحث ہوئی، کام شروع ہوا اور اس کا ایک حصہ پارلیامنٹ کی نئی عمارت کی شکل میں سامنے آیا ہے اور اب وزیر اعظم اپنے دست خاص سے اس کا افتتاح کرنے والے ہیں، تاکہ پارلیامنٹ کی اس عمارت پر ان کے نام کی تختی آویزاں ہو اور وہ وزیر اعظم رہیں یا نہ رہیں ان کا نام جگمگاتا رہے۔

حزب مخالف نے اس پروجکٹ پر خطیر رقم بارہ سو پچاس کروڑ صرف کرنے پر پہلے بھی سوالات کھڑے کیے تھے اور اسے ملک کی کے سرمایہ غیر ضروری استعمال قرار دیا تھا، اب جبکہ اس کا افتتاح ہونے والا ہے، ملک کی انیس (19) سیاسی پارٹیوں نے اس تقریب کے بائی کاٹ کا اعلان کیا ہے، ان کا مطالبہ ہے کہ صدر جمہوریہ دروپدی مرمو کو اس تقریب میں مدعو کیا جائے اور ان کے ہاتھوں اس کا افتتاح ہو، کیوں کہ صدر کا عہدہ سب سے بڑا ہے اس حیثیت سے پارلیامنٹ کی نئی عمارت کا افتتاح ان کو ہی کرنا چاہیے، ظاہر ہے ان کو مدعو کرنے سے وزیر اعظم افتتاح نہیں کر سکیں گے، اس لیے ان کو مدعو نہیں کیا جائے گا، جب کہ حزب اختلاف کا کہنا ہے کہ یہ صدر جمہوریہ کی توہین ہے کہ اعلیٰ عہدہ پر فائز قبائلی خاتون کو بلانے سے اجتناب کیا جا رہا ہے۔

نئی عمارت کی سنگ بنیاد کے موقع سے رام ناتھ کووند صدر جمہوریہ تھے، ان کو بھی حکومت نے مدعو نہیں کیا تھا، اس لیے کہ وہ بھی دلت تھے اور اس وقت بھی وزیر اعظم یہ گوارہ نہیں کر سکے تھے کہ سنگ بنیاد کے حوالہ سے کسی اور کے نام کی تختی لگے، بہر کیف یہ صورت حال افسوس ناک ہے، اور اس سے آمریت کی بو آتی ہے۔

کرن رجیجو کی رخصتی

وزارت قانون وانصاف سے کرن رجیجو کو رخصتی مل گئی ہے اور ان کو ارضیاتی سائنس کی وزارت دی گئی ہے، جب کہ وزارت قانون وانصاف کا کام اب ارجن رام میگھوال آزادانہ طور پر وزارت ثقافت کے ساتھ دیکھیں گے، نریندر مودی کے دوسرے دور حکومت میں وزیر قانون روی شنکر پرساد بنے تھے، دو سال کے اندر ہی ان سے یہ وزارت لے کر رجیجو کو سپرد کی گئی اور ابھی دو سال بھی مکمل نہیں ہوئے تھے کہ انہیں ہٹا کر میگھوال کو وزیر قانون وانصاف بنا دیا گیا، اس طرح کرن رجیجو سے وزارت قانون لے کر جو وزارت دی گئی ہے وہ انہیں زمین پر پٹک دینے کے مترادف ہے، ارضیاتی سائنس زمین کے بارے میں جاننے سمجھنے، برتنے کا ہی دوسرا نام ہے، کرن رجیجو کو قانون سے تھوڑی بہت واقفیت تھی گو وہ روی شنکر کے پائے کے قانون داں نہیں تھے، ارضیاتی سائنس ہے تو زمینی کام؛ لیکن ان کے سر کے اوپر سے گذر جانے والا محکمہ ہے، اگر ان کی وزارت کے عملہ نے ایمانداری سے ان کا ساتھ نہیں دیا تو اس محکمہ سے بھی ناکامی ان کے حصے میں آئے گی۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وزارت قانون سے کرن رجیجو کی چھٹی کیوں ہوئی، اس کی بڑی وجہ یہ رہی ہے کہ وہ عدلیہ سے ٹکرانے لگے تھے، ان کے بیانات نے عدلیہ کے وقار کو مجروح کیا اور بہت سارے ریٹائرڈ جج ان کے خلاف میدان میں اتر آئے، انہوں نے ججوں کی تقرری کے موجودہ کالجیم سسٹم پر سخت بیانات دیے اور اس کے اختیارات ختم کرنے کی مہم چلائی، سبکدوش ججوں پر انہوں نے ہندوستان مخالف گروہ کا حصہ بننے تک کے سنگین الزامات لگائے، اس پر تین سو سے زائد وکلا نے ان کے خلاف بیان دیا کہ وزیر قانون دھمکیاں اور بے بنیاد الزامات لگا کر عوام میں یہ احساس اجاگر کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت پر تنقید ناقابل برداشت ہے۔ ان کے اس رویہ سے عوام میں حکومت کی شبیہ مسلسل بگڑتی چلی گئی تھی۔

اس درمیان عدلیہ نے بعض ایسے فیصلے دیے جو بھاجپا حکومت کے منصوبوں کے خلاف تھے، عدالت نے الیکشن کمشنر کی تقرری میں شفافیت لانے کے لیے تقرری کے نظام میں بڑی تبدیلی کا حکم صادر فرمایا، کرناٹک میں چار فی صد مسلم رزرویشن کو ختم کر کے اسے لنگایت اور کلینگا برادریوں کو دیے جانے کے حکم پر روک لگا دی، مرکزی حکومت کے خلاف دہلی کے لفٹنٹ گورنر کے اختیارات محدود کر دیے، اور وزیر اعلیٰ کو اختیارات سونپ دیے، مہاراشٹر میں ادھو حکومت گرانے میں گورنر کے کردار کو غیر قانونی قرار دے کر حکومت کے منہ پر ایسا طمانچہ رسید کیا کہ مرکزی حکومت بلبلا اٹھی اور اس نے عدالت کے اس رخ کو کرن رجیجو کی کارستانی سمجھا اسے محسوس ہوا کہ عدلیہ کے ساتھ تصادم کا یہ طریقہ غیر مناسب ہے اور اب صرف ایک سال کا عرصہ انتخاب میں رہ گیا ہے، ایسے میں اگر منظر بدلنا ہے تو سامنے سے کرن رجیجو کو ہٹانا ہی پڑے گا، چنانچہ ان کی چھٹی کر دی گئی، وہ یقیناً اسی لائق تھے، کیوں کہ جمہوریت کے تین ستون کے منہدم ہونے کے بعد عدالت ہی ایسی جگہ ہے جس پر عوام کا اعتماد کسی درجہ میں قائم ہے اگر اس کے کردار کو مشکوک کر دیا جائے گا تو جمہوریت سے رہی سہی توقعات بھی ختم ہو جائے گی۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — مولانا رضوان احمد ندوی

ایڈوکیٹ جناب ظفریاب جیلانیؒ - اجلے دھندلے نقوش

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری، ملی درد رکھنے والے والی ممتاز سماجی شخصیت اور دیدہ ور قانون داں ایڈوکیٹ جناب ظفریاب جیلانی طویل علالت کے بعد ۱۷رمئی ۲۰۲۳ء کو ۷۴رسال کی عمر میں لکھنؤ کے نشاط اسپتال میں رحلت فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، اس غم کی تلافی کیا ہوگی، اس درد کا درماں کیا ہوگا، افسوس کہ

جو بادہ کش تھے، پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

یقین مانئے کہ انہوں نے پوری زندگی قوم وملت کی خدمت میں گذاری، خاص کر مسلمانوں کی تعلیمی واقتصادی پسماندگی دور کرنے کے لئے ہمیشہ جد وجہد کرتے رہے، اس لئے وہ جس منصب پر بھی فائز رہے اسے محنت اور ذمہ داری سے انجام دیا، اس لحاظ سے ان کی ملی وسماجی خدمات جدید ہندوستان کی تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے، قدرت نے انہیں سلامت فکر واعتدال سے بھی نوازا تھا، قانون کی اعلیٰ قابلیت کے ساتھ ساتھ شرعی معاملات میں بھی ان کا مطالعہ گہرا تھا، دراصل وہ ملک کے منظرنامے پر اس وقت آئے جب بابری مسجد کا قضیہ پورے ملک میں گرم تھا، کچھ ممتاز دانشوروں نے اس کی بازیابی کے لئے بابری مسجد ایکشن کمیٹی تشکیل دی تو آپ اس تحریک کا حصہ بن گئے، اور پھر آپ کی کنوینر شپ میں یہ تحریک منظم ہوئی، آپ کی جہد مسلسل سے قائدین ملت بھی متاثر ہوئے اور ۱۹۸۶ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا رکن نامزد کیا، ایکشن کمیٹی کے حالات ادلتے بدلتے رہے تو بورڈ نے اس قضیہ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کے لئے ایک لیگل کمیٹی بنائی جس میں دوسرے علماء ووکلاء کے ساتھ آپ کو بھی قانونی مشیر بنایا گیا، آپ کی قیادت میں یہ تحریک پہلے سے زیادہ منظم ہوئی اور ایڈوکیٹ عبد المنان صاحب کی رفاقت میں بابری مسجد مقدمہ کی پیروی کرتے رہے، جب عبدالمنان صاحب کا انتقال ہو گیا تو بنیادی طور پر آپ ہی کی نگرانی میں بابری مسجد کی حقیت سے متعلق مقدمات کی پیروی ہوتی تھی، جس کی تفصیلی رپورٹیں بورڈ کے اجلاس میں آپ پابندی کے ساتھ پیش کرتے اور سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سماعت کرتے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہر مجلس میں انہیں گل تسبیح کا درجہ حاصل تھا، ان کی انہیں خدمات اور فرض شناسی کے باعث صدر بورڈ نے ۲۰۱۶ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا سکریٹری نامزد کیا۔

آپ کی پیدائش ۱۹۵۰ء میں اودھ کے مشہور قصبہ ملیح آباد میں ہوئی، لکھنؤ یونیورسیٹی سے گریجویٹ کیا، علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی سے گولڈ میڈل کے ساتھ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی، علی گڈھ یونیورسیٹی میں طلبہ یونین کے صدر بھی رہے، اس لئے ان کے اندر انتظامی صلاحیت مسلم تھی اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ۱۹۸۴ء میں امیر الدولہ اسلامیہ انٹر کالج لکھنؤ کے اسسٹنٹ منیجر ہوئے ۔ ۱۹۹۵ سے ۲۰۲۲ء تک اصلاح المسلمین سکریٹری اور ممتاز ڈگری کالج کے بھی منیجر رہے اور اپنی متنوع صلاحیتوں سے ان اداروں کو قوت بخشتے رہے، ان کی انہیں خوبیوں کی وجہ سے قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نے آل انڈیا ملی کونسل کے قیام کی تحریک میں شریک کار رکھا اس لیے ملی کونسل کے بانیان میں شمار ہوئے اور اساسی رکن بنائے گئے، یوپی میں سماج وادی پارٹی کے عہد میں آپ ایڈیشنل ایڈوکیٹ بنائے گئے، ان عہدوں پر فائز رہنے کے باوجود عجز وانکساری، شائستگی وروا داری اور خرد نوازی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔

خاکسار سے عرصہ تیس سال سے شناسائی رہی خاص کر جب ۱۹۹۲ء میں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ سے وابستہ ہوا اور حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے دفتری امور کو انجام دینے کی بھی ذمہ داری سونپی تو اس ۳۰رسال کے عرصہ میں ان سے مراسم اور گہرے ہوئے، فون پر تو برابر رابطہ رہتا ہی تھا، سال میں تین چار مرتبہ بورڈ کے اجلاسوں میں ملاقات ہو جاتیں، وہ بڑے خلوص ومحبت سے پیش آتے، کبھی کبھی خوش مذاقی، بذلہ سنجی اور تفریحی گفتگو کے لئے محفلیں سجتیں، پان کی گلوریوں کے دور چلتے، وہ دل کو موہ لینے والی باتیں کرتے اور مجلس زعفرانی زار بنی رہتی، حالاں کہ وہ اس حقیر سے فضل وکمال اور عمر ومرتبہ میں ہزار درجہ فائق تھے، اس کے باوجود شرافت وفراخ دلی اور بے پناہ شفقت ومحبت فرماتے، اب جبکہ ان ایام رفتہ کو یاد کرتا ہوں، تو دل پر چوٹ پڑتی ہے۔ یا اللہ، میں نے اپنے سارے سرپرستوں کو کھو دیا، اور اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد اکابر واسلاف اور دانشوروں کے نمونے دیکھنے کو آنکھیں ترسیں گی۔

اس کی صورت کو آنکھیں ترسیں گی
روز وشب اس کے غم میں برسیں گی

خاص کر حالیہ چند برسوں میں چند ایسی نابغہ روزگار شخصیتوں نے داغ مفارقت دیدی کہاں کا نعم البدل تو کیا کسی درجہ میں بدل بھی نہیں مل رہا ہے۔ موجودہ قحط الرجال میں ایسے مدبر ومفکر شخص کا اٹھ جانا یقیناً ایک ملی سانحہ ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

میرا برسہا برس تک محترم ایڈوکیٹ صاحب سے ملنا جلنا رہا مگر کبھی خاکسار نے ان کی زبان سے کسی کی شکایت، کسی پر طنز، کسی پر نقد وتبصرہ یا اس طرح کی کوئی بات نہیں سنی، ظرف وتحمل کا یہ عالم تھا کہ حالات کیسے ہی ناسازگار ہوں، بلکہ ہمت شکن کیوں نہ ہوں، وہ نہ گھبراتے، نہ ہراساں ہوتے اور نہ ان کے کام کرنے کی رفتار کسی حادثہ، مشکل، دشواری اور مصیبت کا کوئی اثر قبول کرتا، جس کے بے شمار واقعات میرے حافظہ میں محفوظ ہیں۔ جس کا یہی خلاصہ ہے کہ ان کا دل اخلاق وسیرت کی عظمت وبلندی کی جلوہ گاہ تھا، ہر شخص کے لئے ان کے دل میں شفقت ومحبت کا جذبہ موجزن رہتا، اپنے عمدہ برتاؤ اور اچھے سلوک سے وہ لوگوں کا دل جیت لیتے تھے اور کبھی کسی کو کسی طرح کی شکایت کا موقعہ نہ دیتے تھے، اور ہر شخص کو اپنا گرویدہ بنا لیتے، عہد حاضر کے اکثر اکابر اور نامور فضلاء ومشاہیر اور قانون دانوں سے ان کے اچھے مراسم وروابط تھے، غالباً مئی ۲۰۲۱ء میں اسلامیہ انٹر کالج کی سیڑھیوں سے پھسل گئے جس کے باعث برین ہیمریج ہو گیا، ماہر اطباء کی نگرانی میں دوا وعلاج کا سلسلہ جاری تھا، یادداشت لوٹ رہی تھی، تاہم صحت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا تھا، پچھلے دنوں اچانک طبیعت بگڑ گئی آنا فانا لکھنؤ کے نشاط اسپتال میں داخل کرایا گیا، جہاں علاج کے درمیان رب ذوالجلال کا پیغام اجل آ گیا اور عیش باغ لکھنؤ کے قبرستان میں خدا پرستوں نے انہیں خدا کے حوالہ کر دیا۔

اک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کے غم کو زائل کرے۔ ان کا امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ سے قلبی لگاؤ تھا، یہاں کے نظام سے بہت متاثر تھے، ان کے وصال پر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست ہوئی، جہاں تمام ذمہ داروں اور نے اظہار غم کیا اور مغفرت کی دعائیں کیں۔ قارئین کرام سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

کتابوں کی دنیا — مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عکس جمیل

ملک کے نامور ادیب وصحافی، مصنف ومحقق محترم جناب عارف عزیز (بھوپال) کی شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے موجودہ حالات ومسائل کے حل کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہتے ہیں اور اپنی فکر مندی کا اظہار اپنی نگارشات اور بلند پایہ مضامین کے ذریعہ برابر کرتے رہتے ہیں، ان کی ہمہ جہت علمی وادبی تحریریں ہندوستان کے بیشتر معیاری رسائل وجرائد کی زینت بنتے رہے ہیں، مولانا نعمت اللہ ندوی نے لکھا ہے کہ میرے لئے ان کا یہ پہلو بھی حیرت انگیز اور مسرت بخش ثابت ہوا کہ وہ اخبارات کے لئے ۱۹۸۰ء سے اب تک مسلسل ایک کالم لکھ رہے ہیں جو روزنامہ آفتاب جدید سے شروع ہوا اور روزنامہ ندیم میں بھی ۱۹۸۸ء سے بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے، ان کالموں کی تعداد ۴۲۰۰۰ ہزار سے تجاوز ہو گئی، جو ملک کے ایک درجن اخبارات میں نقل ہو رہے ہیں (عکس جمیل صفحہ ۱۱) ذاتی طور پر میں خود بھی ان کی علمی وادبی تحریروں کا بے حد مداح رہتا ہوں اور انہیں بنیادوں پر ان کے فکر انگیز تحقیقی مضامین کو ہفتہ وار نقیب پٹنہ میں شائع کرتا رہتا ہوں، ان کی تحریروں میں جاذبیت بھی ہے اور کشش بھی خاکہ نگاری میں تو انہیں ید طولیٰ حاصل ہے، اس لئے ماہر تعلیم جناب پروفیسر اختر الواسع نے جناب عارف عزیز کی کتاب ''صحافت وادب کی جہتیں'' کے مقدمہ میں لکھا کہ ''عارف عزیز صاحب نے جن ادبی اصناف پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کیا، لیکن ان اصناف میں ان کا سب سے پسندیدہ موضوع خاکہ نگاری رہا ہے، جیسا کہ ان کی مطبوعات سے اندازہ ہوتا ہے، خاکہ نگاری پر اب تک عارف عزیز کی تین کتابیں ذکر جمیل، سورج چاند ستارے، اور محفل دانشوراں شائع ہو چکی ہیں، اس کے علاوہ صحافت سے ان کا ایسا اٹوٹ رشتہ ہے کہ وہ ان کی زندگی کا ایک اہم حصہ بن گیا اور ساتھ ہی ساتھ سرزمین بھوپال سے ان کی دلی وابستگی نے ان کے قلم سے بھوپالیات پر اتنا کچھ لکھوا دیا کہ بھوپال سے متعلق علم وادب کے کسی بھی موضوع پر کام کرنے کے لئے عارف عزیز کی تحریریں نقوش راہ ثابت ہوں گی۔''

پیش نظر کتاب عکس جمیل ماضی میں مذہبی شخصیات، سیاسی وسماجی قائدین پر تاثراتی نوعیت کے جو مضامین لکھے یہ کتاب ان مضامین کا حسین مجموعہ ہے، جس کو مولانا نعمت اللہ ندوی نے سلیقہ سے مرتب کیا، اس مجموعہ میں ۴۴رمقتدر شخصیات کی ہمہ جہت خدمات اور کارناموں پر عقیدت مندانہ انداز میں اظہار خیال کیا گیا ہے، اس لئے مرتب کتاب نے کتاب کو ۴ر ابواب وفصول پر تقسیم کیا۔

باب اول میں قابل رشک عنوان کے تحت شان رسالت پر کوسچا نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے بعد قاری محمد طیب صاحب حضرت مولانا علی میاں، مولانا سید اسعد مدنی، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مفتی عبدالرزاق خان، مولانا وحید الدین خان، حافظ سراج الحسن مجددی، مولانا سید شرافت علی ندوی، مفتی رحیم اللہ قاسمی کی شخصیت وخدمات کی ایسی کامیاب مصوری کی ہے کہ اس کا پورا مرقع سامنے آ جاتا ہے، اور چونکہ مصنف صحافی ہونے کے ساتھ تجزیہ نگار بھی ہیں، اس لئے ان کی تحریروں میں دونوں کا رنگ وآہنگ شامل ہے، دوسرے باب میں قابل قدر شخصیات ہیں ان میں ٹیپو سلطان شہید، بابا گرونانک، سرسید احمد خان، مہاتما گاندھی، سردار بھگت سنگھ، جے پرکاش نارائن کی تحریکی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی، تیسرے باب میں قابل مطالعہ اشخاص میں جمال عبدالناصر، گیانی ذیل سنگھ، پروفیسر آفاق احمد، ڈاکٹر نصرت مہدی وغیرہم کے علمی وادبی کارناموں پر خراج تحسین پیش کیا گیا اور آخری باب مطلع صحافت کے تحت ۱۸رصاحب فکر ونظر صحافیوں کی شخصیت کے خد وخال کو نمایاں کیا گیا ہے، ان میں مولوی محمد باقر، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابو الکلام آزاد اور جوش ملیح آبادی، مہاشہ کرشن سنگھ، حیات اللہ انصاری، احمد سعید ملیح آبادی، محمد وسیم الحق عزیز برنی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، اس باب میں چند ایسے سرگرم صحافیوں کے بھی تذکرے ہیں جو نسبتاً کم معروف ہیں، ان میں پرویز جمال باری مسلم سلیم آر، کے کیسوانی وغیرہ کا ذکر خیر کر کے قارئین کرام کو ان کی شخصیت سے متعارف کرایا تا کہ زمانہ انہیں بھلا نہ دے یہ سارے سوانحی خاکے دلچسپ اور لائق مطالعہ ہیں، اس لئے یہ مجموعہ ارباب ذوق کے لئے خوان نعمت سے کم نہیں، شروع میں ڈاکٹر نصرت مہدی ڈائرکٹر مدھیہ پردیش اردو اکادمی مولانا نعمت اللہ ندوی اور ڈاکٹر محمد نعمان خان کے شگفتہ قلم سے کتاب اور صاحب کتاب کے فنی کمالات اور انشاپردازی پر مفصل تبصرہ ہے جو مختصر ہونے کے باوجود بقیمت بہتر کا مصداق ہے، ۲۰۲ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ کی قیمت ۵۰۰ روپے درج ہے، خواہش مند حضرات عارف عزیز ۲۰رگھاٹی بھڑ بھونجہ، تلیا، بھوپال ۴۶۲۰۰۱ کے پتہ پر رابطہ کر کے طلب کر سکتے ہیں، نیز موبائل نمبر 9893167882 پر بھی گفت وشنید ہو سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

زبان قابو میں رکھئے : ایک بہت بڑے اللہ کے ولی تھے، ان کو کسی نے بتایا کہ فلاں فلاں لوگ آپ کی غیبت کرتے ہیں تو اس ولی کامل نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کی دعوت کروں گا اور ان کو ہدیہ بھی دوں گا، کہنے والے نے کہا کہ حضرت! وہ تو آپ کی غیبت کرتے ہیں اور آپ ان کو ہدیہ دینے کی بات کرتے ہیں، اس بزرگ نے فرمایا کہ ہاں، میں ان کی دعوت کروں گا اور ان کو ہدیہ بھی دوں گا، اس لئے کہ وہ لوگ میرے محسن ہیں، میرے دھوبی ہیں کہ وہ میری غیبت کرکے میرے گناہ اپنے ذمہ لے رہے ہیں اور میری غیبت کرکے میرے گناہوں کو دھو رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہم دوسروں کی غیبت کریں گے تو گویا ہم نے ان کے گناہ دھو لئے اور ان کے گناہ اپنے سر لے لیا، آج ہم دوسروں کی برائیاں کرکے اس کے گناہ اپنے ذمہ لے رہے ہیں، یہ کس قدر خطرناک ہے؟

ایک بزرگ کا تقویٰ: حضرت سید ابو صالح ایک بڑے نیک اور عبادت گذار بزرگ گذرے ہیں، وہ ایک مرتبہ ندی کے کنارے اللہ کی عبادت میں مشغول تھے، تین دن گذر گئے، کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی، بھوک سے بے تاب ہو گئے، اتنے میں ندی میں پانی پر تیرتا ہوا ایک سیب دیکھا، انہوں نے اس کو اٹھا کر کھا لیا، کیونکہ تین دنوں سے بھوکے تھے، لیکن کھانے کے بعد دل میں احساس بیدار ہوا کہ پتہ نہیں، یہ سیب کس کا ہے؟ کون اس کا مالک ہے؟ میں نے اس کو پوچھے بغیر کھا لیا ہے، اب کیا کروں؟ بے چین ہو کر تلاش کرنے کیلئے ندی کی جانب چلنے لگے، دور تک چلنے کے بعد دیکھا کہ ندی کے بالکل کنارے ایک سیب کا باغ ہے، وہ سمجھ گئے کہ اس میں سے یہ سیب پانی میں گرا ہوگا، بہت سارے سیب کے درخت ندی کے کنارے پر تھے اور اس کی شاخیں پانی کی طرف جھک رہی تھی، اس لئے ان کو یقین ہو گیا کہ اس میں سے سیب گر کر پانی میں بہہ کر آیا ہے، لوگوں سے پوچھا کہ یہ باغ کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت سید عبداللہ فرمعی کا ہے، وہ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہونچے اور ان سے ملاقات کی اور کہا حضرت! میں ندی کے کنارے عبادت میں مشغول تھا اور تین دن سے بھوکا تھا، ندی کے پانی میں سیب نظر آیا، اس کو میں نے آپ کی اجازت کے بغیر کھا لیا، آپ مجھے معاف فرما دیں، سید عبداللہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور معاف کرتے ہوئے کہا کہ شاید اللہ کے یہاں میری نجات اسی سیب کی نسبت ہو جائے کہ ایک صاحب دل نے کھایا ہے، یہ تھا ہمارے بزرگوں کے تقویٰ کا حال، ہم لوگ موقعہ پاتے ہوئے دوسروں کا مال ہڑپ جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

ہر غم مجھے منظور مگر محبت میں شرکت: حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دھوبن نے توحید سکھائی، کسی نے پوچھا، حضرت! وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے ہمسایہ میں ایک دھوبی رہتا تھا، میں ایک مرتبہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا گرمی کی رات میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، ہمسایہ سے میں نے ذرا اونچا اونچا بولنے کی آواز سنی، پوچھا بھائی خیریت تو ہے، کیوں اونچا بول رہے ہو؟ جب غور سے سنا تو مجھے پتہ چلا کہ بیوی اپنے میاں سے جھگڑ رہی تھی وہ اپنے خاوند کو کہہ رہی تھی کہ دیکھ تیری خاطر میں نے تکلیفیں برداشت کیں، فاقے کاٹے، سادہ لباس پہنا، مشقتیں اٹھائیں، ہر دکھ سکھ تیری خاطر میں نے برداشت کیا اور میں تیری خاطر ہر دکھ برداشت کرنے کے لئے اب بھی تیار ہوں، لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح کر لے تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہو سکتا، مگر تیرے ساتھ کبھی میں نہیں رہ سکتی، فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں نے قرآن پر نظر ڈالی تو قرآن مجید کی آیت سامنے آئی: "إِنَّ اللَّهَ لا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ ما دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشاءُ" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بندے جو بھی گناہ لے کر آئے گا، میں چاہوں گا، سب معاف کر دوں گا، لیکن میری محبت میں کسی کو شریک بنائے گا تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہو سکتا۔ (تمنائے دل، ص:۳۸)

گر قبول افتد زہے نصیب: حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ اپنے گھر میں رو رو کر دعا مانگ رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو اہل خانہ نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی، فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال ہے، جو میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے، لینے والے کا نیچے ہوتا ہے، میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بے ادبی بھی نہیں کرنا چاہتا، اس لئے رب کائنات سے رو رو کر دعا مانگ رہا تھا، اے اللہ میرے محبوبؐ کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ ابوبکرؓ کے مال کو اپنا مال سمجھ کر خرچ کریں، چنانچہ دعا قبول ہوئی، حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی علیہ السلام ابوبکرؓ کے مال کو اپنے کی طرح خرچ کرتے تھے، ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "ان من امن الناس علی فی صحبته و ماله ابوبکرؓ" (بے شک لوگوں میں سب سے بڑا محسن خدمت اور مال کے اعتبار سے ابوبکرؓ ہے)۔ (عشق رسول، ص:٦٦)

خلیفہ منصور امام ابوحنیفہؒ کے سامنے ہکابکا رہ گئے :ایک مرتبہ وقت کے بادشاہ نے امام ابوحنیفہؒ، امام شعبی، امام ثوری اور ایک فقیہ کی گرفتاری کا حکم دیا، وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں میں سے کسی ایک کو چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) بنائے، لیکن چاروں نہیں بننا چاہتے تھے، چنانچہ پولیس والوں نے ان کو گرفتار کر لیا، راستے میں جب ایک جگہ پہونچے، تو جو چوتھے فقیہ تھے وہ بیٹھے بیٹھے اس طریقہ سے اٹھے جیسے قضائے حاجت کی ضرورت ہو، پولیس والے انتظار میں رہے اور وہ تو گئے تو چلے ہی گئے، یہ حیلہ تھا، اب باقی تین رہ گئے، امام ابوحنیفہؒ فرمانے لگے میں قیافہ لگاؤں کہ ہوگا کیا؟ دوسروں نے کہا، ہاں لگائیں، کہنے لگے میں وہاں جا کر ایسی بات کہوں گا کہ خلیفہ منصور کے پاس اس کا جواب ہی نہیں ہوگا، لہذا میں چھوٹ جاؤں گا، امام شعبیؒ بھی کوئی حیلہ کر لیں گے، البتہ سفیان ثوریؒ پھنس جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب تینوں حضرات کو دربار میں پہونچایا گیا تو امام شعبیؒ ذرا آگے بڑھے اور جا کر خلیفہ منصور سے کہنے لگے، خلیفہ صاحب! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کے بیوی بچوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے محل کا کیا حال ہے؟ آپ کے اصطبل کا کیا حال ہے؟ آپ کے گھوڑوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے گدھوں کا کیا حال ہے؟ خلیفہ منصور کو عجیب لگا کہ میں جس شخص کو چیف جسٹس بنانا چاہتا ہوں وہ سب کے سامنے میرے گھوڑوں اور گدھوں کا حال پوچھ رہا ہے، دل میں سوچا کہ یہ شخص اس اہم منصب کے قابل نہیں، چنانچہ امام شعبیؒ سے کہنے لگا کہ میں آپ کو قاضی القضاۃ نہیں بنا سکتا، امام شعبیؒ اس طرح بچ گئے، پھر خلیفہ امام ابوحنیفہؒ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ابوحنیفہ! میں نے آج کے بعد آپ کو چیف جسٹس بنا دیا، امام ابوحنیفہؒ آگے بڑھے اور فرمایا: میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں، خلیفہ منصور نے کہا، نہیں نہیں، آپ اس قابل ہیں، امام ابوحنیفہؒ نے کہا، خلیفہ صاحب! اب دو باتیں ہیں، میں نے جو کچھ کہا، یا تو وہ ٹھیک ہے یا وہ غلط ہے، اگر وہ غلط ہے تو جھوٹ بولنے والا شخص چیف جسٹس نہیں بن سکتا اور اگر وہ سچ ہے تو میں تو کہہ ہی رہا ہوں کہ میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں، اب خلیفہ حیران اگر کہے کہ ابوحنیفہؒ! تو نے ٹھیک کہا تو بھی ابوحنیفہ چھوٹتے ہیں، اگر کہے کہ تو نے غلط کہا تو بھی ابوحنیفہ چھوٹتے ہیں، امام اعظم ابوحنیفہؒ نے وقت کے خلیفہ کو بھرے دربار میں لاجواب کر دیا۔

کتب بینی حسن نیت سے کیجئے : کسی شخص نے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سے سوال پوچھا، حضرت! دین کی جو کتابیں آپ نے پڑھیں، وہی کتابیں آپ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے وہ کسی اور کو نہیں دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے عجیب جواب دیا کہ میرے ساتھیوں نے قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھا کہ ہم معارف قرآن کو جان لیں اور حقائق قرآن مجید سے واقف ہو جائیں، اس لئے ان کو وہ حقائق تو مل گئے، مگر وہ نعمت نہ ملی جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر دی، اس نے پوچھا، حضرت! یہ نعمت آپ کو کیسے ملی؟ فرمانے لگے کہ میں نے جب بھی قرآن کو پڑھا، ہمیشہ اس نیت سے پڑھا کہ اے اللہ! تیرا غلام حاضر ہے، تیرا حکم جاننا چاہتا ہے، کہ جس کو یہ اپنی زندگی میں عمل میں لے آئے، سبحان اللہ! یہی چیز صحابہ کرامؓ میں تھی، سیدنا صدیق اکبرؓ نے اڑھائی سال کے اندر سورۂ بقرہ مکمل کیا، حالانکہ عربی زبان تو ان کی مادری زبان تھی، اس لئے ان کو تو صرف ونحو کی کوئی ضرورت نہیں تھی، پھر اڑھائی سال کیسے لگے، معلوم ہوا کہ وہ حضرات ایک ایک آیت پڑھتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے، ادھر ان کی سورت مکمل ہوتی تھی اور ادھر ان کا عمل اس سورت پر مکمل ہوتا تھا۔

چٹانیں چور ہو جائیں اگر ہو عزم سفر پیدا: محمد بن قاسم کی کیا عمر تھی، ۱۷/سال، آج سترہ سال کے بچے کو گھر کا سربراہ بنا دیں تو وہ گھر کو ٹھیک طرح سے چلا نہیں سکتا اور وہ سترہ سال کا بچہ کمانڈر انچیف بنا ہوا ہے اور فوج کو لیکر جا رہا ہے کہاں؟ جہاں راجہ داہر کی منظم حکومت تھی، یہ بھی ایک حقیقت ہے بلکہ حجاج بن یوسف نے اسے بلا کر کہہ دیا کہ میری فوج مختلف محاذوں پر مصروف کار ہے، مگر مجھے یہ بات پہونچائی گئی ہے کہ ہماری کچھ عورتیں آ رہی تھیں، راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا ایک لڑکی نے کہا...... مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ، چنانچہ محمد بن قاسم Cornernee lings کے نوجوانوں کو اکٹھا کیا، یہ پروفیشنل فوجی نہیں تھے، یہ ایمان وجذبہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے، وہ نوجوان اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں، کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم کے ذہن میں یہ بات اتنی سمائی ہوئی تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے چونک اٹھتا تھا اور کہتا تھا، "لبیک یا اختی، لبیک یا اختی" میری بہن میں حاضر ہوں، میری بہن میں حاضر ہوں، یہ چند نوجوانوں کی جماعت وہاں پہونچی اور راجہ داہر کی لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج کے چھکے چھڑا دیئے، پھر یہی نہیں کہ اس کو کنٹرول کر لیا بلکہ اس کو کنٹرول کر کے اپنی سیکنڈ لائن کے ہاتھ میں اس کی کمان دیدی، خود آگے مارچ کر لیا، خود کنٹرول کچھ اور چیز ہوتی ہے مگر اتنا خود اعتمادی ہوتا کہ سکنڈ لائن کے حوالہ کر دیا اور پھر آگے چلتے چلتے سندھ سے لے کر ملتان تک اسلام کا پھریرا لہراتا تھا، اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ہم محنت کو اپنائیں کیونکہ کامیاب زندگی ہمیشہ لگن اور مجاہدے کی زندگی ہوا کرتی ہے۔

خدایا... دل کی کشتی پلٹ دے : ذوالنون مصریؒ ایک مرتبہ کشتی میں سفر کر رہے تھے، دریا میں ایک اور کشتی بھی چل رہی تھی، اس میں نوجوان مرد، عورتیں اور لڑکیاں سفر کر رہی تھیں، وہ لوگ کچھ کھا پی رہے تھے اور ہنسی مذاق میں قہقہے بھی لگا رہے تھے، جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کشتی کے لوگوں نے ان کو دیکھا تو انہیں بڑا غصہ آیا اور ان میں سے ایک بندہ ذوالنون مصریؒ کے پاس آیا اور عرض کیا، حضرت! دیکھئے ان کو خدا کا خوف نہیں ہے، یہ دریا کے پانی کے اندر بھی اس قسم کی حرکتیں کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں، پی پلا رہے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہیں، لہذا آپ بددعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کشتی کو غرق کر دے، آپ پہلے خاموش رہے، لیکن جب لوگوں نے بار بار کہا تو آپ نے اس کشتی والوں کو دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی: "اے اللہ! جیسے آپ نے ان کو دنیا کی خوشیاں عطا کی ہیں، اسی طرح ان کو آخرت کی خوشیاں بھی عطا فرما دے، جب انہوں نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس کشتی والوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما دی۔ اللہ اکبر (خطبات ذوالفقار: ۱۰/۲۴۷)

امام ابوداؤدؒ کی للہیت پر جنت کا پروانہ: حضرت امام ابوداؤدؒ ایک بڑے محدث گزرے ہیں، ایک مرتبہ وہ ایک کشتی کا سفر کر رہے تھے، ان کے سامنے سے ایک اور کشتی آ رہی تھی، ان کو سفر کے دوران اس وقت چھینک آئی، حدیث میں ہے کہ جس بندے کو چھینک آئے تو اسے چاہئے کہ وہ "الحمدللہ" کہے اور "الحمدللہ" کے الفاظ سننے والے کو چاہئے کہ وہ اس کو جواب میں "یرحمک اللہ" کہے، اس کے بعد چھینک والا آدمی اس کے جواب میں "یهدیکم اللہ" کہے، چنانچہ انہوں نے چھینک آنے پر "الحمدللہ" کہا، ساتھ والی کشتی میں سے ایک آدمی نے ان کی زبان سے "الحمدللہ" سنا تو اس نے جواب میں "یرحمک اللہ" کہا، لیکن جب حضرت ابوداؤدؒ نے جواب دینا تھا تو کشتی دور جا چکی تھی اور وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تھی، جب حضرت کنارے پر پہنچے تو وہاں جا کر انہوں نے ایک اور کشتی کرایہ پر لی اور ایک درہم اس کو دیا اور کشتی سے واپس آئے اور واپس آ کر اس بندے کو جس نے "یرحمک اللہ" کہا تھا اسے جواب میں "یهدیکم اللہ" کہا اور واپس گئے، رات کو جب سوئے تو خواب میں کسی نے ابوداؤد کو مبارکباد دی کہ اس نے ایک درہم کے بدلے میں اللہ سے جنت خرید لی ہے، اللہ اکبر! محدثین اللہ کی رضا کے لئے یوں اخلاص کے ساتھ عمل کرتے تھے، اس وجہ سے آج ان کا فیض جاری ہے، آج دنیا ان کی کتابیں پڑھ رہی ہے اور اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار رہی ہے اور وہ حضرات اپنی قبروں کے اندر اس کا اجر وثواب پا رہے ہیں، تو اخلاص والے بندے کی محنت چھوٹی اور اسے اجرت موٹی ملتی ہے، وہ کام تو تھوڑا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر بڑا پا لیتا ہے۔ (خطبات ذوالفقار: ۱۲/۱۰۶)

Scanned with CamScanner

اسلام کا نظام مساجد اور ہمارے مکاتب

مولانا محمد اسجد عقابی

اسلام ایک آفاقی دین ہے جس کی تعلیمات ہر دور اور ہر زمانے میں بسنے والے انسانوں کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ تعلیم کے تعلق سے اسلام نے اپنے متبعین کو جتنا ابھارا ہے اور انہیں ترغیب دی ہے اس کی مثال دیگر مذاہب میں نہیں ملتی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں علم کی فضیلت کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب اسلام نے علم کو کتنی اہمیت دیا ہے۔ قرآن مجید نے علم کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اے نبی کہہ دیجئے، کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ اسلام کا نظام مساجد اور ہمارے مکاتب کے عنوان سے مضمون لکھنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم جان سکیں، ابتدائے اسلام میں یا بعد کے ادوار میں مساجد نے تعلیمی میدان میں کیا کارنامے انجام دیئے۔ دینی علوم کی بیداری اور تعلیم و تعلم میں سب سے اہم کردار مساجد کا رہا ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ نبوت میں مسجد نبوی کو باضابطہ تعلیم گاہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو مسجد نبوی میں تعلیم سے آراستہ فرماتے اور وہاں رہنے والوں کے لئے باقاعدہ ایک چبوترہ قائم کیا گیا، جسے صفہ کہا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور جیسے جیسے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تعلیمی حلقوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اسلام جب عرب کی سرزمین سے عجم کی سرزمین پر پھیلا تو اہل علم حضرات نے اپنے اعتبار سے اپنے دینی حلقے قائم کئے جہاں مختلف علوم و فنون میں دسترس رکھنے والے افراد اپنے حلقے لگا کر علوم کے متلاشی افراد کی سیرابی کا کام انجام دیا کرتے تھے۔ مفسرین، محدثین اور فقہاء کی حیات مبارکہ میں یہ باتیں مشترک نظر آتی ہیں کہ ان تمام کے حلقے موجود تھے اور ان سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ اہل علم کے ان ذاتی حلقوں کے علاوہ سلطنت اسلامیہ میں عام رواج یہ تھا کہ تمام مساجد میں باضابطہ تعلیمی حلقے لگائے جاتے تھے اور سوال و جواب کے ذریعہ یا درس و تدریس کے ذریعہ تشنگان علوم اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ اگر چہ مساجد میں حلقوں کا رواج بعض اسلامی ممالک میں کچھ حد تک باقی ہے لیکن بیشتر جگہوں پر ان کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ بعد کے ادوار میں جب اسلامی حکومتوں نے اپنے اعتبار سے دینی اداروں کا سلسلہ شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عالم اسلام میں دینی اداروں کی چہل پہل نظر آنے لگی تو علماء کرام کا بڑا طبقہ ان اداروں سے وابستہ ہو گیا۔ ان اداروں میں طالبان علوم کے لئے قیام و طعام اور دیگر ضروریات کی تکمیل حکومت کی جانب سے ہوا کرتی تھی اور ان اداروں میں پڑھانے والے افراد کے معاش کی ذمہ داری حکومت کی جانب سے طے ہوتی تھی۔ عالم اسلام میں آج بھی ایسے قدیم ادارے موجود ہیں جن کی بنیاد صدیوں قبل مسلم حکمرانوں نے رکھی تھی اور جن اداروں کی چھاؤں میں علم و عمل کے ماہرین پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن جب مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی اور انہیں اپنے دین و اسلام کو بچانے کے لئے دیگر ذرائع کا سہارا تلاش کرنا پڑا تو مسلمانوں نے مکمل طور پر اپنا نظام تعلیم تبدیل کر لیا، خاص طور پر برصغیر اور ملک ہندوستان میں جو طریقہ اختیار کیا گیا اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔

ہندوستان میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور ان کے رفقاء کار نے ایک نئے نظام کی داغ بیل ڈالی، ایک ایسا نظام بنایا جس کے تئیں طالبان علوم نبویہ کی کفالت عوامی ذمہ داری قرار دی گئی کیونکہ اب حکومتی اداروں کی جانب سے کفالت کا مسئلہ ختم ہو چکا تھا۔ اس سلسلہ میں بعض اہم اصول و ضوابط بنائے گئے اور یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان اکابر کے اخلاص نے گزشتہ ڈیڑھ صدی میں مسلم قوم پر تمام طرح کے آلام و مصائب کے باوجود دین کو زندہ رکھا ہے اور ان میں دینی و ایمانی غیرت و حمیت کو باقی رکھا ہے۔ ان مدارس کے قیام کے جو مقاصد اکابر کے پیش نظر تھے، اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے انہیں پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ لیکن موجودہ وقت میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ مختلف حیلوں اور بہانوں سے مسلم قوم کے لئے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں اور اس بات کی پوری کوشش جاری ہے کہ مسلم قوم کو دین سے دور کر دیا جائے۔ کیونکہ جب تک ان میں دین باقی ہے ان کی قوت مدافعت اور دینی غیرت کو کوئی چھین نہیں سکتا ہے۔ لہذا اب وقت آ گیا ہے کہ ہمارے موجودہ اکابر ایک مرتبہ پھر اپنے نظام تعلیم پر غور و فکر کریں اور قبل از وقت آنے والے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار رہیں۔ ہمیں ایک ایسے متبادل کی ضرورت ہے جو مدارس کے موجودہ نظام کی مکمل نہ سہی لیکن کچھ حد تک کمی کو پورا کر سکے۔ بندہ کی رائے میں سب سے بہتر متبادل قرن اول کا وہی نظام ہے جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

ہمارے اسلاف و اکابر کو اس سمت نظر دوڑانے کی ضرورت ہے کہ اسلام کا نظام مساجد قرن اول میں کیا تھا اور اب ہمارے یہاں نظام مساجد کیا ہے۔ جس طرح قرن اول میں دین کے تمام شعبوں کے لئے مساجد کا نظام سب سے بہتر اور مناسب تھا، اب ضرورت ہے کہ ہم پھر سے اسی ڈگر پر واپس آئیں اور دین کے تمام شعبوں کو مساجد میں پھر سے زندہ کریں۔ جو مدارس دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے بلکہ ان میں مضبوطی، استحکام، تعلیمی معیار اور دیگر ضروریات کی جانب بھرپور توجہ کی جائے لیکن ہم جانتے ہیں کہ ڈیڑھ صدی بعد بھی ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ جس طرح دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ نیز مسلمانوں میں جس طرح دینی دعوت کا کام ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو سکا ہے۔ آج بھی ملک ہندوستان کے بے شمار علاقے ہیں جہاں مسلم قوم اپنے نام کے علاوہ اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی ہے، ان کی مساجد ویران ہے اور ان کے یہاں دینی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے۔ ایسے علاقوں میں رہائش پذیر افراد رسم و رواج کے اعتبار سے مکمل طور پر غیروں کے نقش قدم پر ہیں، فتنہ ارتداد کی لہر کب ان کے نام کو اپنی تیز و تند آندھی میں ختم کر دے کچھ کہا نہیں جا سکتا ہے۔ آئے دن ایسے مقامات اور واقعات کا تذکرہ سننے اور پڑھنے کو ملتا ہے جس میں مسلم قوم کی جانب سے ایسے اعمال کے سرزد ہونے کی تصدیق ہوتی ہے جو اسلام کی روشنی میں شرک سے کم نہیں ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ شرک ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہ کرنے کا اعلان خود ذات باری تعالی نے کیا ہے، ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو دوسروں کی رعایت میں یہ کام کر جاتے ہیں اور کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو یہ جانتے ہی نہیں ہے کہ ان کے اعمال و افعال انہیں ظلمت کی کس کھائی میں لے جائیں گے۔

مسلم قوم کی اپنی ایک شناخت اور پہچان ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی مسلم آبادی ہے یا جس علاقہ میں چند مسلم گھرانے آباد ہیں وہاں کے افراد اپنی حیثیت کے مطابق مسجد کا انتظام ضرور کرتے ہیں۔ چاہے وہ باضابطہ عمارت کی شکل میں ہو یا پھر گھاس پھوس کے چھپر کی شکل میں۔ یہ قوم مسلم کی علامت اور زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ جہاں بھی مسلمان بستے ہیں وہاں اللہ تعالی کی عبادت کے لئے مسجد تعمیر کرتے ہیں، لیکن ایک عام تصور یہ بن گیا ہے کہ مساجد صرف پانچ وقت کی نماز کی لئے تعمیر کی جاتی ہے، دیگر دینی کام کاج کی اجازت نہیں ہے۔ بعض علاقوں میں ایسا بھی ہوا کہ مکاتب کو مساجد میں صرف اس لئے نہیں قائم ہونے دیا گیا کہ بچے شور مچائیں گے یا مساجد کی بے حرمتی ہوگی۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ خود مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں بچے مسجد نبوی میں آتے تھے اور اپنے بچکانہ حرکات سے دیگر لوگوں کو مستفید بھی کیا کرتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد نبوی میں آنے سے منع نہیں فرمایا ہے تو مناسب نہیں ہے کہ بچوں کو مساجد میں آنے سے روکا جائے۔ مساجد میں دین کے تمام شعبوں کو قائم کیا جائے، چھوٹے بچوں کے لئے مکاتب قائم کئے جائیں، بڑوں کی تعلیم کے لئے کوشش کی جائے، گاؤں گھر کی خواتین کی دینی تعلیم کا نظام بنایا جائے۔ ایسا مرتب نظام بنایا جائے کہ مکاتب کے بچے دین کی بنیادی تعلیم اور اسلامی عقائد کو جان سکیں نیز نماز روزہ اور دیگر عبادات کی فرضیت کو سمجھیں۔ کیونکہ موجودہ وقت میں اسکولی نظام اس طور پر مرتب کیا گیا ہے جو معصوم اذہان کو شرکیہ اور باطل عقائد کی جانب لے جاتا ہے نیز اسلام کے تئیں ایسے شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے ہیں جو مسلمان بچوں کو اپنے مذہب سے بیزار کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔

مکاتب کا نظام دو صورتوں میں مضبوط اور مستحکم کیا جا سکتا ہے، اول یہ کہ نظام الاوقات کو ایسے ترتیب دیا جائے کہ اسکولی نظام سے وابستہ طلبہ بھی مکاتب سے بھرپور استفادہ کرے، نیز طلبہ و طالبات ہر دو کی مکمل رعایت کی جائے، مشاق اور ماہر تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں، محض نورانی قاعدہ اور قرآن مجید کی تلاوت تک مکاتب محدود نہ کئے جائیں، بلکہ طہارت کے مسائل، صوم و صلوۃ کے مسائل نیز بنیادی عقائد کے اہم گوشوں کا احاطہ کیا جائے۔ طلبہ میں یہ شعور پیدا کرنا ضروری ہے کہ حلال و حرام کا تعلق کن چیزوں سے ہے اور یہ کہ اسلام ایک مکمل دین ہے اور طریق زندگی ہے، اس کے بتائے اصول و قوانین سے انحراف دنیا و آخرت دونوں میں خسارے کا باعث بن سکتی ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو کیوں ہے اور مسلمان ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی کے کن احسانات سے ہم مستفید ہو رہے ہیں اور کن بُرائیوں اور غلط عقائد سے اللہ تعالی نے ہمیں محفوظ رکھا ہے۔ علاقہ اور بستی کے اعتبار سے تقاضے الگ ہو سکتے ہیں، ایسی صورت میں ان کی رعایت بھی ضروری ہے۔

دوسرے، مکاتب کے نظام کو مستحکم کرنے کے لئے مساجد میں ایسے ائمہ کا انتخاب کیا جائے جن میں دین اسلام کا شعور ہو، جو مسائل سے واقف ہو، ورنہ ایسا بھی مشاہدہ ہوا کہ محض تنخواہ سے بچنے کے لئے اہل محلّہ ایسے امام کا انتخاب کرتے ہیں جن میں طہارت تک کے مسائل کی شد بد نہیں ہوتی ہے۔ جو کسی صورت امامت کے اہل نہیں ہوتے ہیں لیکن اہل محلّہ کی دینی غیرت کا عالم یہ ہوتا ہے کہ پانچ وقت کا امام ایسا بندہ ہوتا ہے جو دین کے شعور سے ناواقف ہوتا ہے۔ صورت حال اس حد تک خراب ہو گئی ہے کہ شہری علاقوں میں جہاں صاحب ثروت افراد بستے ہیں وہاں کی مساجد معتمد عالم دین کی امامت سے محروم ہو رہی ہے۔ ظاہر سی بات ہے کہ جب اہل محلّہ اپنے دینی امام کے لئے اس حد تک مردہ دل ہو چکے ہیں تو پھر ان کے دینی امور کی انجام دہی کون کرے گا۔ کون ان کے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرے گا؟ ایک عام تصور بن گیا ہے کہ کسی حافظ جی یا قرآن جاننے والے سے ٹیوشن کرا دیا جائے یہ کافی ہے۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دینی علوم اللہ تعالی کے نور میں سے ایک نور ہے۔ اس کے حصول کے لئے سعی و تگ و دو ضروری ہے۔ ہمارے معاشرہ کا عام رواج بن گیا ہے کہ مساجد کی امامت اور علم دین پڑھانے والوں کو معقول تنخواہیں بھی نہیں دی جاتی ہیں۔ یہ دنیا دار الاسباب ہے، یہاں بہترین اور عمدہ چیزوں کے حصول کے لئے محنت اور مشقت کی ضرورت ہوتی ہے، تو پھر دینی علوم چاہے وہ مکاتب کی شکل میں ہو یا دیگر شعبوں کی شکل میں، ان تمام اداروں میں کام کرنے والے افراد اگر معاشی اعتبار سے فارغ نہیں ہوں گے تو یقیناً ان کی توجہ دیگر جانب مبذول ہوگی، جس کے نتیجہ میں وہ خاطر خواہ فائدے حاصل نہیں ہو سکیں گے جن کے لئے ان شعبے جات کا قیام عمل میں آیا تھا، اور جن اہم مقاصد کے لئے ائمہ اور علماء حضرات کا انتخاب کیا گیا تھا۔ ضروری ہے کہ مکاتب میں ایسے قابل اور لائق اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں جو بچوں کی تعلیم و تربیت سمیت علاقے میں دینی ماحول کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کر سکے، قرآن و حدیث اور مسائل پر بات کرنے کی صلاحیت ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب مناسب اور حسب لیاقت ان کی معاشی کفالت کی ذمہ داری اہل مساجد لیں۔ اگر ہم نے مساجد کے نظام کو معیاری مکاتب سے جوڑ دیا تو اس کے کئی بڑے اور دور رس فوائد حاصل ہوں گے۔ اہل محلّہ اور مسجد سے متصل تمام گھرانوں کے بچوں کے لئے دینی تعلیم کا حصول آسان اور ممکن ہو جائے گا۔ بنیادی عقائد کی معلومات کی وجہ سے فتنہ ارتداد کی لہر سے حفاظت کا سامان ملے گا۔ مسلسل مسجد میں آمد و رفت کی وجہ سے تقرب الی اللہ اور نماز کی پابندی کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ بچوں میں دینی رجحان بڑوں میں تبدیلی کے محرکات بن سکتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ معیاری مکاتب ہماری نئی نسل اور موجودہ نسل کو دین سے جوڑنے اور فتنہ ارتداد سے بچانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

نئی نسل کی تربیت کی ضرورت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ

مسلمانوں کی ثقافت اور اس کے مطابق نئی نسل کو تیار کرنا نہ صرف یہ کہ بہت اہم اور ضروری کام ہے بلکہ وہ متعدد پہلو رکھنے والا اور بڑی توجہ کا کام ہے، یہ ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے، اور جوانی کے بعد تک مختلف النوع طریقوں سے جاری رہتا ہے، اس میں انفرادی طور پر نگہ داشت رکھنے، پند و نصیحت کرنے، اثر پذیر ماحول بنانے، تعلیم و ذرائع ابلاغ سے کام لینے، نیز اخلاقی اثرات و دباؤ استعمال کرنے تک کے طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں، ان تمام تدبیروں اور طریقوں سے اگر صحیح کام لیا جائے اور توجہ کی جائے، تو ایسی نسل تیار ہو سکتی ہے جو اپنے مذہب اور اجتماعی اقدار کی پابند اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہو، اور اگر اس سلسلہ میں کوتاہی کی جاتی ہے، یا کسی مرحلہ میں فکر و توجہ کی طرف سے غفلت برتی جاتی ہے تو اسی کے بقدر نقص و عیب پیدا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں اس بات کی فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ بچہ ان باتوں سے بھی متاثر ہوتا ہے، جو اخلاق و کردار بنانے والی ہوں، اور جو معاشرہ کی قدروں کی حامل ہوں، ماں کی گود اور گھر کے اندر کے ماحول کے بعد مدرسہ کی منزل آتی ہے، مدرسہ میں ایسا نظام تعلیم و تربیت اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے جو بچہ کے ذہن و رجحان کو صحیح رخ پر لائے، دوسری طرف محلّہ اور معاشرہ کے ماحول کو بھی ایسا بنانا ضروری ہوتا ہے جس میں نوخیز نسل اچھی قدروں اور مقصد و ضرورت کے مطابق صحیح تصورات کے ساتھ پروان چڑھے، اتنے سب اہتمام کے بعد نئی نسل، صحیح اخلاق و صفات کے مطابق بن سکتی ہے، اور ایک باعزت قوم کی حیثیت سے اپنی اصل شخصیت کے ساتھ ابھر سکتی ہے، اور اپنے معیاری مقاصد کے لئے درست طریقہ سے کام کر سکتی ہے، اور اس کو دنیا کی قوموں کے درمیان باعزت اور منفرد مقام مل سکتا ہے، ورنہ وہ ان قوموں کی تابعدار اور محتاج قوم بن کر رہ جاتی ہے، جن کی ثقافت کے اثرات ان پر پڑتے ہیں، اور جن کے تمدن سے مرعوب ہو کر اپنے کو ان کا دست نگر محسوس کرتی ہے۔

آج مسلمانوں کے معاشرہ میں ان کی صحیح قدروں کا فقدان ہو رہا ہے، اس میں سب سے بڑا دخل اسی بات کا ہے کہ ایک طرف تو اسلامی فکر و روح سے بالکل متضاد فکر و روح سے مقابلہ ہے، اور دوسری طرف ماں باپ کے مرحلہ سے لے کر اور عام سوسائٹی کے مرحلہ تک نئی نسل کو محفوظ رکھنے اور اس کو دوسری قوموں کے فکر و فلسفہ سے بچانے سے پوری غفلت برتی جا رہی ہے، اس کے نتیجہ میں ہماری نجی زندگی میں دوسروں کی نقل کی وجہ سے وقتی طور پر کچھ سہولت اور راحت تو حاصل ہو جاتی ہے، لیکن دوسروں کی زندگیوں کے اثرات سے ہماری نئی نسل کو اپنے اقدار و اخلاق سے بے گانہ ہونے اور دوسری قوموں کی اقدار و تصورات میں رنگ جانے کا بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے، دوسروں کے طریقہ و تصورات نہ تو ہمارے ماضی سے کوئی تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہماری مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی امنگوں اور مقاصد سے جوڑ رکھتے ہیں جو کہ ہم کو بہت عزیز ہیں، اور جن سے دنیا کی دوسری قوموں کے درمیان ہماری شناخت اور ہمارا امتیاز قائم ہوا ہے، مسلمان قوم ایک معیاری، انسان دوست، بلند حوصلہ، ہمدرد، بہادر اور قائدانہ صلاحیت کی حامل قوم ہے، اس کی اپنی اقدار اور اصول زندگی ہیں، جن سے یہ صفات بنتی ہیں، اور جن کو چھوڑ دینے سے وہ اپنی ان صفات سے محروم ہو جاتی ہیں۔

مسلمانوں کی سابقہ تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ماضی میں ان کی ان اقدار و صفات کو باقی رکھنے، اور مضبوط کرنے کی بڑی حد تک فکر رکھی جاتی تھی، گھر میں بچہ جب کچھ سن شعور کو پہنچتا تو اسی وقت سے اس کے دماغ میں تصورات پیدا کئے جاتے اور تربیت کے مختلف پہلوؤں کا اہتمام کیا جاتا، جس میں عملی طور پر وقتاً فوقتاً کچھ کوتاہیاں بھی ہوتی تھیں، اور بعض پہلوؤں کی طرف سے غفلت بھی برتی جاتی تھی، لیکن بنیادی طور پر نئی نسل کو مسلمان باقی رکھنے کے لئے تربیت کے ضروری اور بنیادی اصول اپنائے جاتے تھے، اسی لئے مسلمان نسل اس ساری مدت میں اپنے مذہب اور اپنی ثقافت کو بڑی حد تک مضبوطی سے پکڑے رہی، جس کے اثرات آج کے اس بدلے ہوئے زمانہ میں بھی ایک حد تک نظر آتے ہیں۔ اگرچہ تربیت کو ہمہ جہت طریقہ سے اختیار کرنے میں چونکہ کچھ کوتاہیاں ہوئیں جن کے سبب آج اس سلسلہ میں کچھ کمزوریاں فروعی یا ضمنی باقی ہیں، لیکن اب موجودہ عصر میں اسلامی تربیت و ذہن سازی کو زیادہ نظر انداز کر دیئے جانے کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی اصل قدروں اور اصلی اخلاق کا سخت فقدان پیدا ہوتا جا رہا ہے، دوسری طرف عصر حاضر کی فکر و تہذیب کے اثرات و غلبہ سے ایک خاص قسم کی پیچیدگی و خرابی پیدا ہو رہی ہے، یورپ کی فکر و تہذیب کے غلبہ سے پرانی قدریں ٹوٹ کر ایسی قدریں بن رہی ہیں جو اسلام کے دیئے ہوئے اصول و اخلاق سے نہ صرف مختلف ہیں بلکہ ان سے متضاد اور متصادم ہیں، اس کی وجہ سے خیر و شر کے بارے میں اور زندگی کے طور و طریقے کے سلسلہ میں ایسا بے جوڑ اور اصلی مزاج سے متضاد خاکہ بنتا جا رہا ہے، جو مسلمانوں کے مثالی ضابطہ حیات و اخلاق کے برعکس الٹی تصویر پیش کرتا ہے، اسلام میں اخلاقی اقدار اور جو ضابطے ہیں وہ مواخذہ آخرت کے احساس سے ابھرتے ہیں اور اقتصادی و سیاسی تصورات، زندگی کی جائز ضرورت پوری کرنے کا حق رکھنے، اور دوسروں کے ساتھ قابل عمل ہمدردی کے جذبہ سے ابھرتے ہیں، مغربی تہذیب میں اس طرز کا کوئی تصور نہیں ہے، اور اگر ایسی کوئی چیز ہے تو وہ صرف سوسائٹی کی ملامت کے خطرہ کا احساس ہے، اگر کسی کی نظر میں اس طرح کا خطرہ نہیں تو پھر اس کے لئے کسی بھی عمل و حرکت میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، ان کے یہاں مواخذہ آخرت کا تصور ہے اور نہ مخلصانہ ہمدردی کی اہمیت و قدر و قیمت، اس کے برعکس مادی نفع و ضرر کے امکانات اور کاروباری جذبہ رکھنے والا لین دین کارفرما رہتا ہے، مرد کے لئے عورت چونکہ جاذب توجہ جسم کی حامل ہے، لہٰذا ان کے یہاں اس کے لئے اس کو نمایاں اور قابل توجہ بنانے کا فلسفہ پایا جاتا ہے چنانچہ اس کے جسم کے باعث التفات حصے کھلے رکھنا ان کی ثقافت میں داخل ہے، اسلام اس کو باعث فتنہ سمجھتا ہے، اس لئے اس کے نزدیک وہ باعث شر ہے، مرد کا جسم چونکہ باعث التفات نہیں اس لئے مغربی تہذیب میں اس کے جسم کا کچھ بھی حصہ کھلا رہنا پسندیدہ نہیں، اس کی بنا پر یورپ کی تہذیب میں مرد کا اپنے پورے جسم کا ڈھکنا تہذیب کی اقدار میں داخل ہے، اسلام اور یورپ کی تہذیبوں میں متعدد تضاد و اختلاف ہیں، مرد و عورت کے اختلاط میں نفع و ضرر کے تصورات ہیں، اجتماعی و انفرادی زندگی کے اصولوں میں عام اخلاقی صفات و اطوار میں یہ فرق نمایاں ملتا ہے۔

یورپ کی تہذیب نے مساوات کا تصور بلا فرقِ مراتب اختیار کیا ہے، یہ اسلام کے تصور مساوات سے مختلف ہے، اسلام میں مساوات کو انسانی حق تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن فطری لحاظ سے چھوٹے بڑے، کمزور و قوی، اور عورت و مرد کے درمیان جو فرق ہے اس کا بھی لحاظ ضروری قرار دیا گیا ہے، لیکن مغربی ثقافت میں اس فرق و اختلاف کی پروا نہیں کی گئی، چنانچہ عورت مرد کے بالکل مساوی سمجھی جاتی ہے، گرچہ دونوں کے مابین فطری سطح پر فرق ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یورپ کے مکمل مساوات کے اصول کے باوجود عورت کو عملاً مکمل مساوات کا فائدہ ہیں، اس کو محنت کے معمولی کاموں میں لگایا جاتا ہے، اور ذمہ داری و بلند سطح کے کاموں میں کم حصہ دیا جاتا ہے، لیکن اسلام عورت کو انسانی سطح پر مرد کے برابر رکھتا ہے، اور دونوں کو برابر کی عزت دیتا ہے، لیکن جسمانی سطح پر اس کی کمی کو مانتے ہوئے اس کے فرق کا لحاظ کرتا ہے اور عملی اور جسمانی دائرہ میں اس فرق کو عملی طور پر نافذ کرتا ہے۔

یورپ کی تہذیب و ثقافت کے پھیلنے اور عام ہونے پر اس کی روک تھام کا تربیتی اور انتظامی بندوبست نہ کئے جانے سے اسلامی قدریں اور مغربی تہذیب خلط ملط ہوتی جا رہی ہے، اور اس سے ایک عجیب صورت حال رونما ہو رہی ہے، اور ایسا نظام تربیت و اصلاح کے ہمہ جہت اور درست طریقہ سے کام نہ کرنے کی وجہ سے ہو رہا ہے، ضرورت تھی کہ مغربی ثقافت سے واسطہ پڑنے پر اسلام حلقہ بگوش افراد کو اس طرح متاثر ہونے سے بچایا جاتا، اور ان کو ان باتوں کے اختیار کر لینے سے روکا جاتا جو اسلام کی واضح اور حقیقی تعلیمات اور اسلام کے اپنے ماحول و معاشرہ کے لائق کیفیتوں اور قدروں سے متضاد ہیں، دنیا میں جو معاشرے اور تہذیبیں ہیں ان میں ہر ایک کے اپنے مخصوص تہذیبی نظریات اور فلسفے ہیں، ان میں سے اکثر اسلامی زندگی کے فلسفہ سے مختلف ہیں، اسی لئے جب ہم ان پیمانوں اور اصولوں کو اختیار کرتے ہیں جو دوسرے کسی مذہب یا تہذیب و تمدن نے اپنائے ہیں تو وہ اصل اسلامی فلسفہ سے مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے اسلامی زندگی اور تہذیب کا حل پیش نہیں کرتے، وہ کسی حد تک یا ثانوی سطح پر یا دفاعی ضرورت کی حد تک ضرورت کا ایک علاج تو کہے جا سکتے ہیں، لیکن وہ اسلامی فکر و اصول کی نمائندگی نہیں کرتے، بلکہ وہ مزید نئے مسائل کھڑے کر دیتے ہیں، ضرورت تھی کہ ہمارے تربیتی نظم کو ہماری تہذیب و ثقافت کے فکر و فلسفہ کو سامنے رکھتے ہوئے تشکیل دیا جاتا، لیکن افسوس ہے کہ ثقافت و فکر کی بیرونی قدروں اور تصورات، اور اسلامی اور مشرقی قدروں اور تصورات کے درمیان جو شباہت ہے، اس کو ہمارے ماہرین تعلیم و تربیت اور اصحاب فکر و عمل نے بہت کم دھیان دیا ہے، حالانکہ ان کے اثرات عملاً بہت دور رس رہے ہیں، ان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اگر اپنی صحیح اور اسلامی قدروں اور تصورات کو مؤثر ڈھنگ سے نئی نسلوں کے دلوں میں اتارنے کی کوشش صحیح خطوط پر نہیں کی گئی، تو طاقت و غلبہ رکھنے والی قوموں کے ان رواں دواں تصورات کے سامنے ہماری نئی نسل بالکل نہ ٹھہر سکے گی، اور مشرق و مغرب، اسلام و جاہلیت کی قدروں کے اختلاط و اندراج سے اخلاق و ثقافت کا ایک نہایت بے جوڑ طرز قائم ہو جائے گا، جو بہت افسوس ناک بلکہ مسلم سوسائٹی کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا، لہٰذا ہمارے لئے اسلام کے بنائے ہوئے خطوط پر تربیت کا حکیمانہ اور مؤثر نظم قائم کرنا ضروری ہے، اور ہندوستان میں تو مزید مسئلہ ہندو تہذیب اور اس کی زندگی کی قدروں کا بھی آ گیا ہے، جس سے نئی نسل کے افراد کو اپنے اردگرد کے ماحول، اسکول و کالج میں سابقہ پڑتا رہتا ہے اور اس کی تلافی یا امداد کا کوئی انتظام نہیں، نہ گھروں میں ماں باپ کو فکر اور نہ باہر اہل علم و تربیت کی طرف سے کوئی بڑی توجہ، چنانچہ نوجوانوں کے لہجہ اور زبانوں میں ان کی زندگی اور ان کے معاملات میں ان کے طرز و رویہ میں، اور زندگی کے تصورات میں خاص فرق نظر آنے لگا ہے، یہاں بھی طہارت اور حیا کے سلسلہ میں مختلف نقطہائے نظر کا جو فرق اسلام اور ہندو تہذیب کے درمیان ہے وہ ختم ہوتا جا رہا ہے، اور ایک ایسا طرز بنتا جا رہا ہے جو ایک مسلمان کے لئے بالکل بے جوڑ اور اس کی اصل قدروں اور تصورات سے بہت مختلف ہے، اور یہ دراصل ہماری بے توجہی اور غفلت کی وجہ سے ہے، اور اپنی بعض راحتوں اور فائدوں کو بلند مقاصد کے لئے قربان نہ کر سکنے کی وجہ سے ہے۔

یورپ کی قومیں اپنے رائج مذہبی و ثقافتی فکر و فلسفہ کے سانچہ میں اپنی نئی نسل کے ذہن اور معلومات کو بہت توجہ سے ڈھالتی ہیں وہ ماں کی گود سے لے کر اسکول و کالج اور عام زندگی کے میدانوں میں اس کا بڑا مؤثر اور مادی نظام قائم کرتی ہے، چنانچہ وہ نئی نسل کو خالص اس سانچہ میں ڈھالنے میں کامیاب ہو رہی ہیں جس کو وہ اپنے افکار و فلسفہ کے مطابق مفید و ضروری سمجھتی ہیں، چنانچہ ان کے ماحول و درس گاہ میں نشو نما پانے والا فرد ایک خالص انگلش مین، فرانسیسی ماحول اور درسگاہ میں رہنے والا پورا فرنچ بنتا ہے، اور امریکی ماحول و درس گاہ میں نشو نما پانے والا پورے کا پورا امریکی بنتا ہے، لیکن مسلمان اور مشرقی ملکوں میں رہنے والا فرد نہ معلوم کیا بنتا ہے، وہ اپنے بعض رجحانات میں مسلمان ہوتا ہے، بعض میں غیر مسلم، بعض میں مشرقی ہوتا ہے بعض میں مغربی، کیونکہ اس کا ماحول و تربیتی نظام کسی متعین سانچہ میں اس کو نہیں ڈھالتا، اس افسوس ناک صورت حال کی ذمہ داری کس پر ہے، ہمارے اہل دانش حضرات کو اس کی فکر کرنی چاہیے، اور اپنی نئی نسلوں کو اپنی قدروں کے مطابق ڈھالنے کی تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

فلسطین: یوم نکبہ کے 75 برس مکمل

مقبوضہ مغربی کنارے کے ہزاروں افراد نے پیر کو فلسطینی پرچم لہراتے ہوئے 'نکبہ' کے 75 برس مکمل ہونے پر مظاہرے کیے۔ فلسطینی اسرائیلی ریاست کے قیام کو ''نکبہ'' یعنی ''تباہی'' قرار دیتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے مطابق 1948ء میں 760,000 سے زائد فلسطینیوں کو اپنے گھروں سے بے دخل کیا گیا تھا۔ اس واقع کے لیے نکبہ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ ہر سال 15 مئی کو فلسطینی یوم نکبہ مناتے ہیں۔ اس سال یہ دن ایک ایسے موقع پر منایا جارہا ہے جب اسرائیلی فلسطینی تنازعے میں شدید کشیدگی پائی جاتی ہے۔ رواں برس کے آغاز سے اب تک فریقین کے درمیان ہونے والی جھڑپوں اور مختلف دیگر پرتشدد واقعات میں 170 سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ گزشتہ ہفتے غزہ پٹی سے اسرائیل پر راکٹ حملوں کے جواب میں اسرائیلی کارروائیوں کے نتیجے میں 35 فلسطینی ہلاک ہو گئے تھے۔

ریاست اسرائیل کا قیام: 1947ء نومبر کے ماہ میں اقوام متحدہ میں ہونے والی ووٹنگ کے بعد 14 مئی 1948ء کو ریاست اسرائیل کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اسرائیل کی طرف سے ریاست کے قیام کے اعلان کے ایک روز بعد پانچ عرب افواج نے اس نئی ریاست پر حملہ کر دیا۔ اس بڑے بحران میں 600 سے زیادہ مقامی برادریوں کو اسرائیلی افواج نے گھربار سے محروم کر دیا تھا۔ تب سے اب تک فلسطینی اس مقبوضہ علاقے میں اپنی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں جسے اسرائیل اب تک رد کرتا آیا ہے۔

اسرائیل میں فلسطینیوں کی شرح: ریاست اسرائیل کے اندر، تقریباً 20 لاکھ افراد یعنی آبادی کا 20 فیصد سے زائد فلسطینیوں اور ان کی اولادوں پر مشتمل ہے۔ یہ وہ فلسطینی ہیں، جو ریاست اسرائیل کے قیام کے بعد، وہیں رہ گئے تھے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

اٹلی؛ 500 تارکین وطن سے بھری کشتی بحیرہ روم میں لاپتا ہوگئی

اٹلی کے جنوبی جزیرے میں تارکین وطن کو لے جانے والی کشتی لاپتا ہوگئی جس کی تلاش میں جانے والے دو جہازوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق بحیرہ روم میں پناہ گزینوں کو لے جانے والی کشتی لیبیا کی بندرگاہ بن غازی کے شمال میں 320 کلومیٹر میں اور مالٹا اور اٹلی کے جنوبی جزیرے سسلی سے 400 کلومیٹر سے دور اونچے سمندروں میں داخل ہوگئی تھی۔ کہا جا رہا ہے کہ کشتی انجن کے بغیر تھی اور اس علاقے میں سمندری لہروں اور ہواؤں کے تھپیڑوں کا سامنا کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ (نیوز ایکسپریس)

سعودی عرب میں حجاج کرام پر 4 چیزیں ساتھ لانے پر پابندی

سعودی وزارت حج و عمرہ نے اعلان کیا ہے کہ رواں برس فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے دنیا بھر سے آنے والے فرزندان توحید پر اپنے ہمراہ پلاسٹک کی بوتلیں، بغیر پیکنگ کے کھلا ہوا اور کپڑوں میں لپٹا ہوا سامان لانے پر پابندی ہوگی۔ سعودی میڈیا کے مطابق پابندی کا اطلاق فوری طوری پر نافذ العمل ہوگا جس کا اعلان وزارت حج و عمرہ نے مائیکرو بلاگنگ ویب سائٹ پر کیا۔ یہ پابندیاں عازمین حج کے سفر کو آرام دہ اور محفوظ بنانے کے لیے عائد کی گئی ہیں۔ وزارت حج و عمرہ کے ضیوف الرحمان کا فضائی سفر کے دوران ممنوعہ سامان لانے سے اجتناب برتنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہنا تھا کہ کسی بھی قسم کی پریشانی سے بچنے کے لیے ان ہدایات پر ضرور عمل کریں۔ قبل ازیں وزارت حج و عمرہ نے عازمین حج سے یہ درخواست بھی کی تھی کہ سعودی عرب آمد پر اپنے نقدی اور پُرتعیش اشیا سے متعلق مکمل تفصیلات سے ایئرپورٹ کے عملے کو آگاہ کریں۔ بیرون ملک کی کرنسی اور قیمتی اشیا اتنی ہی لائیں جتنی مقدار میں اجازت دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ دنیا بھر سے فرزندان توحید حج کے فریضے کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب پہنچنا شروع ہو گئے ہیں اور اس بار ریکارڈ حاضری کے باعث حکومت نے خصوصی انتظامات کیے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس)

امریکی پارلیمنٹ پر حملے کے الزام میں ٹرمپ کے حامیوں کو سزا

ڈونالڈ ٹرمپ کے 5 حامیوں کو امریکی پارلیمنٹ اور کیپٹل ہل پر حملے کے جرم میں 18 سے 4 سال قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق حملے کی قیادت کرنے والے اور منصوبہ ساز اسٹیورٹ روڈز کو بغاوت کی سازش اور دیگر جرائم پر 18 سال قید کی سزا سنائی گئی۔ استغاثہ نے 25 سال قید کی سزا کا مطالبہ کیا تھا۔ خیال رہے کہ 18 سال کی طویل ترین قید کی سزا پانے والے اسٹیورٹ روڈز امریکی فوج کے سابق پیراٹروپر اور وکالت کی ڈگری رکھتے ہیں۔ انھوں نے 2009 میں 'اوتھ کیپرز' نامی ملیشیا کی بنیاد رکھی تھی۔ ڈونالڈ ٹرمپ کے شدید حامی ہونے کے باعث اسٹیورٹ روڈز اور ان کی جماعت پُرتشدد مظاہروں میں پیش پیش رہی۔ روڈز نے امریکی ایوان نمائندگان کی سابق اسپیکر نینسی پلوسی کو پھانسی دینے کی دھمکی بھی دی تھی۔ سماعت کے دوران اسٹیورٹ روڈز نے اپنے جرم پر شرمندگی یا ندامت کا اظہار کرنے کے بجائے ڈھٹائی سے کہا کہ وہ سیاسی قیدی ہیں اور انھیں ملک تباہ کرنے والوں کی مخالفت کی سزا دی جا رہی ہے۔ 'اوتھ کیپرز' کے ایک اور کارندے کیلی میگز کو بھی پارلیمنٹ کے اجلاس کی کارروائی روکنے، دستاویزات کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے کے جرم میں 12 سال قید کی سزا سنائی ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

سربیا کی فوج کی کوسوو کی جانب پیش قدمی

سربیا کے صدر الیگزینڈر ووچچ نے فوج کو مکمل جنگی الرٹ پر رہنے کا کہہ دیا ہے جبکہ فوجی دستوں کو سوو کی سرحد کے قریب پیش قدمی کا حکم دیا ہے۔ عالمی میڈیا رپورٹس کے مطابق سربیا کے صدر کی جانب سے یہ فیصلہ پڑوسی ملک کوسوو میں سربین شہریوں کے اکثریتی قصبے زویکن میں مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپوں کے دوران سامنے آیا ہے۔ سربیا کے وزیر دفاع میلوس ووسیوچ نے ایک براہ راست ٹی وی نشریات میں کہا کہ کوسوو کی سرحد پر فوری طور پر فوجی نقل و حرکت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ یہ واضح ہے کہ کوسوو میں سربین کمیونٹی کے خلاف دہشت گردی ہو رہی ہے۔

تعلیم و روزگار

دو ہزار کے نوٹ کی بندش سے ہندوستانی عازمین حج کو مشکلات کا سامنا

ریزرو بینک آف انڈیا کی جانب سے دو ہزار کا نوٹ بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے اور 23 مئی سے بینکوں میں اس کی تبدیلی بھی شروع ہوگئی۔ نوٹوں کی یہ تبدیلی ستمبر تک جاری رہے گی۔ دریں اثنا، حجاج کرام سے یہ اپیل کی جا رہی ہے کہ وہ سفر حج پر روانہ ہوتے وقت اپنے ساتھ دو ہزار کے نوٹ ہرگز لے کر نہ جائیں، کیونکہ سعودی عرب ایکسچینج نے ان نوٹوں کو قبول کرنے سے منع کر دیا ہے۔ سرکاری طور پر اس بات کی تصدیق نہیں کی جا سکی ہے کہ سعودی عرب ایکسچینج نے واقعی دو ہزار کے نوٹ قبول کرنا بند کر دیئے ہیں یا نہیں، تاہم عازمین حج کے لیے سوشل میڈیا کے ذریعے پیغام جاری کئے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی ایک پیغام میں کہا گیا "حج پر جانے والوں کی مشکلات بڑھ سکتی ہیں اگر وہاں 2000 روپے کا نوٹ لے کر جائیں گے۔ سعودی ایکسچینج نے دو ہزار کا نوٹ لینا بند کر دیا۔'' ایک دوسرے انگریزی پیغام میں بھی کہا گیا ہے کہ "ایک حاجی کو اس وقت دقت پیش آئی جب ایکسچینج والوں نے 2000 کا نوٹ لینے سے منع کر دیا اس لیے تمام حاجیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نوٹوں کو ہندوستان سے ہی تبدیل کروا کر آئیں۔'' اس طرح کی خبروں کی خواہ تصدیق نہ ہو پائی ہو تاہم ماضی میں حج بیت اللہ کا سفر کر چکے حاجیوں کا کہنا ہے کہ 2016 میں جب نوٹ بندی کی گئی تھی تو انہیں بھی اسی طرح کے تلخ تجربات سے گزرنا پڑا تھا۔ سفر کربلا پر جانے والے عقیدت مندوں نے عراق میں بھی اسی طرح کی مشکلات کا سامنا کیا تھا۔ عرب اور دیگر ممالک میں مقیم کچھ ہندوستانیوں کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ نوٹ بندی کے بعد سے دنیا بھر کے ممالک کا ہندوستانی کرنسی پر سے اعتماد ختم ہو گیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ روپے میں لین دین قطعی نہ کیا جائے۔ کئی مقامات پر جہاں پہلے آرام سے روپے میں کوئی بھی خریداری کر لی جاتی تھی وہاں بھی اب ڈالر یا دیگر کرنسی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اب دو ہزار کا نوٹ بند کرنے کے بعد روپے کے لیے صورت حال مزید خراب ہونے کا خدشہ ہے۔

ملازمتوں کا بحران جاری، ایمیزون انڈیا نے سینکڑوں ملازمین کو کیا فارغ

مشہور کمپنیوں کی جانب سے دنیا بھر میں ملازمین کی بڑے پیمانے پر برطرفیوں کا دور لگاتار جاری ہے۔ دریں اثنا، ایمیزون انڈیا نے اعلان کیا ہے کہ اس نے 400 سے 500 ملازمین کی برطرفی کرنے کا مشکل فیصلہ لیا ہے۔ جن ملازمین کو برطرف کیا گیا ہے وہ کلاؤڈ ڈویژن اے ڈبلیو ایس کے علاوہ پیپل ایکسپیرینس اینڈ ٹیکنالوجی (پی ایکس ٹی) یا ایچ آر کے شعبہ میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ ذرائع کے مطابق تازہ برطرفیاں ان 9000 برطرفیوں کا حصہ ہیں، جن کا اعلان ایمیزون کے سی ای او اینڈی جسی نے مارچ میں کیا تھا۔ ایمیزون نے مارچ میں ایمیزون ویب سروس، ٹوئچ، ایڈورٹائزمنٹ اور ایچ آر کے تقریباً 9,000 ملازمین کو فارغ کرنے کے منصوبوں کا اعلان کیا تھا۔ ایمیزون کے سی ای او اینڈی جسی کی جانب سے مارچ میں ملازمین کے ساتھ شیئر کیے گئے میمو کے مطابق "ای کامرس کمپنی نے ابتدائی طور پر جنوری میں 18000 عہدوں کو ختم کیا اور اس ماہ اپنے منصوبے کا دوسرا مرحلہ مکمل کیا۔ ہمیں 9000 اضافی رول کی تخفیف کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔'' ای کامرس کمپنی نے تقریباً 27000 کارپوریٹ کرداروں کو ختم کرنے کا مشکل فیصلہ کیا ہے اور زیادہ تر قیادت کی ٹیموں کی طرح یہ جائزہ لینا اور آگے بڑھنا جاری رکھے گی۔ جب کہ کمپنی نے لاگت کو ہموار کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں، ہم اب بھی اہم اسٹریٹجک طویل مدتی سرمایہ کاری کی وجہ سے ایسا کرنے کے قابل ہیں۔

لکھنو میں واقع انٹیگرل یونیورسٹی کو نیک کی جانب سے ملا اے پلس گریڈ

انٹیگرل یونیورسٹی کا شمار تعلیمی معیار و وقار کے حوالے سے صرف اتر پردیش کی ہی نہیں بلکہ پورے ملک کی ممتاز یونیورسٹیوں میں کیا جاتا ہے۔ اس یونیورسٹی کو اس بلندی تک پہنچانے میں بانی و چانسلر پروفیسر سید وسیم اختر نے جو کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا سنہرا باب ہے۔ یہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ گزشتہ چند برسوں کے دوران انٹیگرل یونیورسٹی کے تعلیمی معیار و وقار میں مسلسل اور غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ تعلیم اور دیگر تعلیمی مشاغل و عوامل کے حوالے سے قومی اور بین الاقوامی سطح کے اہم اداروں میں انٹیگرل یونیورسٹی بھی اپنی ممتاز شناخت رکھتی ہے۔ یہ امر باعث غور ہے کہ نیک کی سات رکنی ٹیم نوابوں کے شہر لکھنو میں انٹیگرل یونیورسٹی کی تشخیص و معائنے کے لئے لکھنو پہنچی تھی، جہاں سات رکنی اس ٹیم نے پیر سے بدھ تک تحقیق تشخیص کی یونیورسٹی کے معیار و وقار بنیادی اسٹرکچر اور دیگر ضروری امور پر غور و خوص کے بعد نیک کی ٹیم کی جانب سے انٹیگرل یونیورسٹی کو اے پلس گریڈ دیا گیا۔ آٹھ مئی کو انٹیگرل یونیورسٹی پہنچی اس ٹیم میں پروفیسر سرمن سنگھ، پروفیسر یدھ ویر سنگھ، پروفیسر پرکاش کمار ہوتا، پروفیسر انوپم چٹرجی، پروفیسر اگا مہادیوی پی، پروفیسر انل کمار پونیا اور پروفیسر ویشالی موہتے کے نام شامل تھے۔ اس ٹیم کی قیادت پروفیسر سرمن سنگھ کر رہے تھے۔ یونیورسٹی کا بنیادی ڈھانچہ، مختلف شعبوں کا نصاب، تعلیم و تحقیق کے لئے اعلیٰ پیمانے کے بندوبست، طلبا طالبات کے تعاون و ترقی کے پیش نظر بنیادی تعلیمی وسائل کی فراہمی، جدید تعلیمی تقاضوں کو پورے کرنے والے اپریٹس، آلات اور ساز و سامان، بہترین طرزِ تعلیم، تعلیم کی فراہمی میں جدت و اختراعیت، قابل اساتذہ اور ماہرین کی تقرری اور تعین کے اصول وضوابط و انتظامی امور، محکمہ جاتی نظم و ضبط، اخلاقیات و تعلیمی ماحول و تحفظ، طلبا و طالبات، ان کے والدین، اور اساتذہ سے بات چیت کرنے سمیت ایسے بہت سے گوشے اور نکات ہیں جن کے بنیادی جائزے کے بعد انٹیگرل یونیورسٹی کو خصوصی ٹیم کی جانب سے اے پلس گریڈ دیا گیا ہے۔ جو لوگ اعلیٰ اور معیاری تعلیم کی فراہمی میں یقین رکھتے ہوئے نئی نسل کو تعلیمی اعتبار سے بلندیوں پر دیکھنا چاہتے وہ جانتے ہیں اور بارہا اعتراف بھی کرتے رہے ہیں کہ تعلیم و تربیت کی فراہمی میں پوری ریاست میں انٹیگرل یونیورسٹی کا ثانی نہیں ہے۔ یونیورسٹی کے بانی و چانسلر پروفیسر سید وسیم اختر نے کہا کہ ہم نے ابتدا سے ابتک تعلیمی معیار و وقار سے سمجھوتہ نہیں کیا ہے ساتھ ہی تعلیم کے ساتھ طلبہ و طالبات کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی ہے، جس سے آنے والی نسل تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین شہری بھی بن سکے اور ملک کی ترقی و کامرانی میں اہم کردار ادا کر سکے۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

گیا سے جانے والے عازمین کے کرایہ کو کم کیا جائے: حضرت امیر شریعت

گیا سے رد شدہ فلائٹ کی تاریخ 7 جون سے طے ؛ لیکن تشویش میں مبتلا عازمین حج کی مشکلیں اب بھی برقرار

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ گیا امبارکیشن پوائنٹ سے عازمین کی فلائٹ 21 مئی سے طے تھی، لیکن ''گوایر'' کے ٹینڈر رد کرنے کی وجہ سے فلائٹ ملتوی ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے بہار کے عازمین غیر معمولی تشویش میں مبتلا تھے۔ لیکن اب فلائٹ کی تاریخ دوبارہ طے ہوگئی ہے اور 7 جون سے گیا سے ہی پروازیں ہوں گی، اس سے ایک مسئلہ کا تو حل پیش کر دیا گیا ہے؛ لیکن تشویش میں مبتلا عازمین حج کی مشکلیں اب بھی برقرار ہیں، لہذا حکومت اور حج کمیٹی کو آئندہ خیال رکھنا چاہئے کہ ایسی صورت حال دوبارہ پیش نہ آئے اور عازمین کو تشویش اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔

حضرت امیر شریعت نے مزید کہا کہ بہار کے عازمین جن کی پرواز گیا سے ہوتی ہے، پورے ملک میں سب سے زیادہ ان سے رقم وصول کی جاتی ہے جو کہ بعض ریاستوں کے مقابلہ میں تو ایک لاکھ روپئے تک زائد ہے، اس کے باوجود اس طرح کی صورت حال کے ذریعہ انہیں پریشان کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت بھی ''گوایر'' کے ٹینڈر رد کرنے کے بعد آناً فاناً ''اسپائس جیٹ'' کو اس کا ٹھیکہ دیا گیا ہے، جس کی سروسز ماضی میں غیر اطمینان بخش رہی ہیں، جس کی وجہ سے اسے مختلف طرح کی شکایتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس لیے حکومت اور حج کمیٹی سے مطالبہ ہے کہ گیا سے جانے والے عازمین کے کرایہ کو کم کیا جائے اور دیگر ریاستوں کے مقابلہ میں کرایہ کا زیادہ فرق نہ رکھا جائے۔ نیز کسی اچھی ایئر لائن کمپنی کی بہتر پرواز کا انتخاب کیا جائے۔ اور جس ایرلائن نے ٹینڈر رد کرنے کی مذموم حرکت کی ہے، اس کو بلیک لسٹ کیا جائے اور آئندہ اس کو ٹینڈر میں شامل ہی نہ رکھا جائے۔

حج کی صحیح ادائیگی کے لیے حج کی تربیت ضروری: مولانا نورالحق رحمانی

جامعہ سراج العلوم ڈپرکھا میں منعقد عازمین حج کے تربیتی پروگرام میں علماء کرام کا خطاب

حج اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر فرض کی گئی عبادتوں میں سے ایک بہت ہی اہم ترین عبادت اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے، جو صاحب استطاعت لوگوں پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حج کی توفیق اسی کو حاصل ہوتی ہے، جس پر اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ اور جس نے تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے محض رضائے الٰہی کے حصول کے حج ادا کیا، اس سے کسی نام ونمود کا ارادہ نہ کیا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے لیے بشارت دی ہے کہ اس کا بدلہ جنت ہے اور ایسا شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہوگیا جیسا کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور پر جنت کی بشارت دی ہے، اور حج مبرور کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس سے دم واجب ہوتا ہو۔ اس لیے حج کے سفر پر جانے سے پہلے ضروری ہے کہ انسان حج کے تمام آداب کو سیکھ لے، تمام ارکان، فرائض، واجبات، سنن ومستحبات اور ہر موقع پر پڑھی جانے والی دعاؤں کو اچھی طرح ذہن نشیں کر لے، حج کے سفر پر جانے سے پہلے اپنی نیتوں کو درست کرے، بندوں کے جو حقوق اس کے ذمہ باقی ہیں ان کو ادا کر دے اور اپنی زندگی کے نظام کو اس طرح بدل دے کہ اسکے ہر قول وعمل سے ظاہر ہو کہ اس نے اپنے آپ کو خدا کے حضور میں حاضری کے لیے تیار کر لیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا نورالحق رحمانی استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ نے جامعہ سراج العلوم ڈپرکھا، تربینی گنج، ضلع سوپول میں منعقد ضلع سوپول اور مدھے پورہ کے عازمین حج کے تربیتی پروگرام میں شریک عازمین حج اور مقامی و بیرونی علماء کرام وخواص کے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ آپ نے عملی مشق کے ذریعہ عازمین و عازمات کو حج کے ارکان وواجبات اور تمام اعمال کی ٹریننگ بھی دی۔ واضح ہو کہ خیرامت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام کئی سالوں سے مسلسل ضلع سوپول اور مدھے پورہ کے عازمین حج کا تربیتی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی حسب روایت یہ پروگرام جامعہ سراج العلوم کے احاطہ میں منعقد ہوا، جس میں ضلع سوپول اور مدھے پورہ سے تعلق رکھنے والے عازمین وعازمات حج نے شرکت کی۔ خیال رہے کہ اس سال حج کمیٹی آف انڈیا کے ذریعہ ضلع سوپول سے 79 جبکہ ضلع مدھے پورہ سے 20 عازمین وعازمات حج حج کے سفر پر روانہ ہوں گے۔

اس تربیتی پروگرام میں عازمین کی تربیت دینے کے لیے تشریف لائے مولانا نورالحق رحمانی استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف، جناب مولانا فیض الحق صاحب، جناب مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب اور جناب مولانا شعیب صاحب نے پوری تفصیل کے ساتھ بیت اللہ میں قدم رکھنے کے آداب، مدینے کی سرزمین میں کیسے داخل ہونا ہے، روضۂ رسول پر کس طرح حاضری دینی ہے، حج کی تمام اقسام حج قران، تمتع، افراد، فرائض وواجبات، احرام کا طریقہ، صفاومروہ کی سعی، طواف زیارت، طواف وداع کا طریقہ وغیرہ عملی طور پر تمثیل کے ذریعہ بیان کیا۔ ساتھ ہی حج کے موقع پر کن منہیات سے بچنا ضروری ہے، اس کی بھی وضاحت فرمائی۔ ساتھ ہی کس موقع پر کون سی دعا پڑھنی ہے، کہاں کہاں پر کس طرح دعا مانگنی ہے، اس کی پوری تفصیل بیان کی۔ جناب مولانا محمد ابوالکلام شمسی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ نے اس تربیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاجی کو اپنے گھر میں بلا کر عزت دیتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ اس کو سماج میں ذلیل نہیں کرے گا بلکہ اور زیادہ غنی بنا دے گا۔ حج کے سفر میں اللہ تعالیٰ میزبان ہے اور عازم حج اللہ کا مہمان، اور جس طرح میزبان اپنے مہمانوں کو نوازتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے مہمانوں کو مغفرت، عزت، غنائے نفس کی دولت سے نوازتا ہے۔ اس لیے حاجی کو بھی چاہیے کہ حج کے بعد اپنی زندگی میں تبدیلی لائے اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ حج کے سفر میں کئی طرح کی صعوبتیں آتی ہیں، لیکن حج کے آداب میں سے ہے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان صعوبتوں کو برداشت کرے اور زبان پر حرف شکایت نہ لائے، حج کے سفر پر جانے سے پہلے بندوں کے جو حقوق اس پر لازم ہیں ان کو ادا کر دے، سفر کے دوران درود شریف کی کثرت ہو، اور ابھی سے ہی اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کی کوشش کرے، انہوں نے خیرامت فاؤنڈیشن کے ذریعہ کئی سالوں سے چلائے جار ہے اس تربیتی پروگرام کی غرض وغایت کو بیان کیا اور اس پروگرام میں شریک ہونے والے سبھی علماء کرام اور عازمین وعازمات کا شکریہ ادا کیا۔ اجلاس کی نظامت جناب مولانا نیاز احمد قاسمی نے کی انہوں نے تمہیدی گفتگو میں کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کا اعلان فرمایا تھا تو اللہ سے دعا کی تھی کہ ''ارنا مناسکنا'' یعنی اے اللہ ہمیں حج کے مناسک سکھا دیجئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ مناسک حج کو اچھی طرح سیکھنا چاہئے تاکہ سبھی ارکان وواجبات اچھی طرح ادا ہوں اور ہمارا حج صحیح ہو سکے، اللہ تعالیٰ نے ہم سے ہر عمل میں عمدگی کا مطالبہ کیا ہے، بے توجہی والا عمل قبول نہیں ہوتا بلکہ الٹا نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم سے حج کے عمل میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔ اس تربیتی اجلاس کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے میں جناب حافظ ابو المحاسن صاحب، جناب انجینئر نثار احمد صاحب، جناب سرفراز صاحب اور جامعہ سراج العلوم کے تمام ذمہ داران و اساتذہ کے علاوہ علاقہ کے علماء، ائمہ اور عوام وخواص نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اخیر میں مولانا شعیب عالم صاحب کی رقت آمیز دعا پر اس تربیتی اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں جناب مولانا مفتی امان اللہ قاسمی صدر جمعیۃ علماء سوپول، جناب مولانا محمد عادل فریدی قاسمی امارت شرعیہ، جناب الحاج ہارون رشید صاحب، جناب کمال خان صاحب، جناب ماسٹر اشفاق صاحب، ڈاکٹر مظہر رشید صاحب، مولانا ناظم صاحب جناب خیر الدین صاحب، جناب مولانا عبدالرزاق صاحب امام وخطیب جامع مسجد پتھرا، جناب حفظ الرحمٰن صاحب، جناب فیاض احمد صاحب، جناب اشتیاق احمد صاحب، حافظ غلام احمد صاحب، حسیب الرحمٰن صاحب، مطیع الرحمٰن صاحب، مولانا مرغوب رحمانی صاحب، مولانا محی الدین رحمانی صاحب، حافظ افتخار صاحب، حافظ صدر عالم صاحب، جناب فضل الرحمٰن صاحب، جناب پرویز عالم صاحب انچارج پرنسپل مدرسہ رحیمیہ گاڑھا کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

متھرا شاہی عیدگاہ کے سبھی معاملے الٰہ آباد ہائی کورٹ ٹرانسفر

متھرا کے شری کرشن جنم بھومی - شاہی عیدگاہ تنازعہ سے جڑے سبھی معاملے الٰہ آباد ہائی کورٹ نے 26 مئی کو اپنے پاس ٹرانسفر کر لیے۔ رام جنم بھومی کیس کی طرح اب اس معاملے کا بھی ٹرائل ہائی کورٹ میں ہوگا۔ شری کرشن وراجمان کی عرضی پر فیصلہ سناتے ہوئے ہائی کورٹ نے یہ حکم صادر کیا ہے۔ اس کے علاوہ عدالت نے متھرا ضلع کورٹ سے سبھی معاملوں کے ریکارڈ اپنے پاس بھیجنے کو کہا ہے۔ گزشتہ سماعت کے دوران دلیلیں پیش کرتے ہوئے یوپی سنی سنٹرل وقف بورڈ کے وکیل نے 25 مئی کو سول جج کی عدالت سے کہا کہ یہ معاملہ سماعت کے قابل نہیں ہے کیونکہ اس تعلق سے 1968 میں ہی معاہدہ ہو گیا تھا۔ دراصل شری کرشن وراجمان اور 7 دیگر کی طرف سے متھرا کورٹ میں زیر التوا مقدمات کو ہائی کورٹ میں منتقل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے عرضی داخل ہوئی تھی۔ عرضی میں کہا گیا تھا کہ متھرا واقع شری کرشن جنم بھومی معاملہ قومی اہمیت کا ہے اور اسے دیکھتے ہوئے سماعت ہائی کورٹ کے ذریعہ کی جانی چاہیے۔ عدالت میں سبھی فریقین یعنی یوپی سنی سنٹرل وقف بورڈ، مینجمنٹ ٹرسٹ کی کمیٹی، شاہی مسجد متھرا، شری کرشن جنم بھومی ٹرسٹ اور شری کرشن جنم استھان سیوا سنستھان اپنا اپنا جواب داخل کر چکے ہیں۔ اس عرضی پر سماعت کرتے ہوئے گزشتہ 3 مئی کو الٰہ آباد ہائی کورٹ نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھ لیا تھا۔ اب سبھی کیس کو ہائی کورٹ منتقل کرنے کا فیصلہ سنایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ متھرا میں شری کرشن جنم بھومی تنازعہ بہت پرانا ہے۔ تنازعہ 13.37 ایکڑ زمین پر مالکانہ حق سے جڑا ہوا ہے۔ 12 اکتوبر 1968 کو شری کرشن جنم استھان سیوا سنستھان نے شاہی مسجد عیدگاہ ٹرسٹ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ اس معاہدہ میں 13.7 ایکڑ زمین پر مندر اور مسجد دونوں بننے کی بات ہوئی تھی۔ شری کرشن جنم استھان کے پاس 10.9 ایکڑ زمین کا مالکانہ حق ہے اور 2.5 ایکڑ زمین کا مالکانہ حق شاہی عیدگاہ مسجد کے پاس ہے۔ بہرحال، ہندو فریق کا کہنا ہے کہ شاہی عیدگاہ مسجد کو ناجائز طریقے سے قبضہ کر کے بنائی گئی ہے۔ اس زمین پر ان کا دعویٰ ہے۔ ہندو فریق کی طرف سے ہی شاہی عیدگاہ مسجد کو ہٹانے اور اس زمین کو بھی شری کرشن جنم استھان کو دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

یو پی ایس سی میں 32 مسلم امیدوار کامیاب

یو پی ایس سی (یونین پبلک سروس کمیشن) کے ذریعہ جاری سول سروسز 2022 کے نتائج سامنے آچکے ہیں۔ اس مرتبہ مسلم امیدواروں کی کارکردگی گزشتہ سال کے مقابلے کچھ بہتر رہی ہے۔ یو پی ایس سی 2021 کے نتائج میں جہاں محض 25 مسلم امیدوار کامیاب ہوئے تھے، وہیں تازہ ریزلٹ میں کامیاب مسلم امیدواروں کی تعداد 32 ہے۔ قابل ذکر یہ بھی ہے کہ گزشتہ مرتبہ سب سے بہتر کارکردگی پیش کرنے والی مسلم امیدوار (اریبہ نعمان) کو 109 واں مقام حاصل ہوا تھا، جبکہ اس مرتبہ ٹاپ 100 امیدواروں میں 4 مسلم نام شامل ہیں۔ یو پی ایس سی 2022 کے ریزلٹ میں سب سے بہتر کارکردگی وسیم احمد بھٹ کی رہی جنہیں آل انڈیا 7 واں مقام حاصل ہوا ہے۔ مسکان ڈاگر کو 72 واں، نوید احسن بھٹ کو 84 واں اور اسد زبیر کو 86 واں مقام حاصل ہوا ہے۔ آیئے یہاں دیکھتے ہیں ان سبھی کامیاب مسلم امیدواروں کی فہرست جو آنے والے دنوں میں آئی اے ایس، آئی پی ایس، آئی آر ایس اور آئی آر ٹی ایس کی شکل میں خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ وسیم احمد بھٹ (7)، مسکان ڈاگر (72)، نوید احسن بھٹ (84)، اسد زبیر (86)، عامر خان (154)، روحانی (159)، عائشہ فاطمہ (184)، شیخ حبیب اللہ (189)، ذوفشاں حق (193)، منان بھٹ (231)، عاکف خان (268)، معین احمد (296)، محمد عیدالاحمد (298)، ارشد محمد (350)، راشدہ خاتون (354)، ایمن رضوان (398)، عرشیہ چوی ٹھاکر (406)، محمد رشوان (441)، محمد عرفان (476)، سید محمد حسین (570)، قاضی عائشہ ابراہیم (586)، محمد افضل (599)، محمد یعقوب (612)، محمد شاداب (642)، ثانیہ (699)، تسکین خان (736)، محمد صدیق شریف (745)، عقیلہ بی ایس (760)، محمد برہان زمان (768)، فاطمہ حارث (774)، ارم چودھری (852)، شیریں شاہانہ ٹی کے (913)۔

گزشتہ سال کے مقابلے تازہ ریزلٹ میں کامیاب مسلم امیدواروں کی کارکردگی بہتر ضرور رہی ہے، لیکن اگر گزشتہ کچھ سالوں کے ریزلٹ پر نظر ڈالی جائے تو یو پی ایس سی 2022 کے نتیجہ کو بہت خوش آئند نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا اس لیے کہ 2016 میں 52، 2017 میں 50 اور 2019 میں 42 مسلم امیدواروں کو کامیابی ملی تھی۔ گزشتہ 10 سالوں میں سب سے زیادہ خراب ریزلٹ 2021 میں ہی رہا تھا جب محض 25 مسلم امیدوار کامیاب ہوئے تھے۔

Scanned with CamScanner

شام میں لاوارث بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد

جنگ نے شام کے بنیادی ڈھانچے کو تباہ کر دیا ہے۔ شہری شدید معاشی مسائل کا شکار ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بچوں کو لاوارث چھوڑنے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں۔ ابراہیم عثمان بھی ان لوگوں میں شامل ہیں، جنہیں ایک لاوارث بچی ملی تھی۔

یہ سردیوں کی ایک انتہائی سرد رات تھی۔ ابراہیم عثمان نماز کے لیے گھر سے تو اکیلے نکلے تھے، لیکن جب واپس لوٹے تو ان کی گود میں ایک چھوٹی سی بچی بھی تھی۔ جسے پیدا ہونے کے چند گھنٹے بعد ہی اس کے والدین گاؤں کی مسجد کی سیڑھیوں پر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

شام کے باغیوں کے قبضے والے شمال مغربی شہر ادلب کے حزانو گاؤں میں رہنے والے 59 سالہ ابراہیم بتاتے ہیں، ''میں اس بچی کو اپنے گھر لے آیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں تمہارے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔'' انہوں نے بچی کا نام ہبۃ اللہ رکھا، جس کے معنی ہوتے ہیں، ''خدا کا تحفہ'' اور اسے اپنے خاندان کے فرد کے طور پر پرورش کرنے کا فیصلہ کیا۔

حکام کا کہنا ہے کہ جنگ زدہ شام میں ایسے نوزائیدہ بچوں کو ان کے والدین مساجد، ہسپتالوں اور حتیٰ کہ زیتون کے درختوں کے نیچے بھی لاوارث چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کیونکہ 12 برس سے زیادہ عرصے سے جنگ زدہ شام میں غربت اور مایوسی اپنے عروج پر ہے۔ صرف دو سال میں 100 سے زائد لاوارث بچے ملے ہیں۔

شام میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نگاہ رکھنے والے واشنگٹن میں قائم ایک گروپ سیریئنز فار ٹروتھ اینڈ جسٹس کے مطابق سال 2011 میں جنگ شروع ہونے سے پہلے بچوں کو لاوارث چھوڑنے کے صرف چند ایک واقعات ہی رپورٹ ہوتے تھے۔ اس گروپ نے مارچ میں ایک رپورٹ جاری کی۔ اس رپورٹ کے مطابق سن 2021 کے اوائل اور سن 2022 کے اواخر کے درمیانی عرصے میں ملک بھر سے 100 سے زائد بچے لاوارث ملے ہیں اور ان میں 62 لڑکیاں تھیں۔ رپورٹ کے مطابق اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے۔

گروپ کا کہنا ہے کہ تنازعے کے آغاز کے بعد سے بچوں کو لاوارث چھوڑنے کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ جنگ کے سماجی اور معاشی اثرات کی وجہ سے حکومت کے زیر کنٹرول اور باغیوں کے زیر قبضہ دونوں ہی علاقے متاثر ہو رہے ہیں۔ گروپ نے اپنی رپورٹ میں غربت، عدم تحفظ، بچوں کی شادی کے علاوہ جنسی زیادتی اور شادی کے بغیر حمل جیسے عوامل کی بھی نشاندہی کی ہے۔

شام میں قانونی طور پر بچوں کو گود نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن ابراہیم عثمان کا کہنا ہے کہ وہ ہبۃ اللہ کی پرورش کے لیے مقامی حکام سے اجازت طلب کریں گے۔ ابراہیم نے گلوگیر آواز میں کہا، ''میں نے اپنے بچوں سے کہا ہے کہ اگر میں مر جاؤں تو اسے میری وراثت میں حصہ ملنا چاہیے۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ قانونی طور پر میری خاندانی جائیداد کی وارث کبھی نہیں ہو سکتی۔''

لہراتے ہوئے بالوں اور گلابی رنگ کے سینڈل پہنے اچھلتی کودتی ہوئی اور اپنے مستقبل سے بے خبر تین سالہ ہبۃ اللہ ابراہیم عثمان کو ''دادا'' کہہ کر پکارتی ہے۔ ابراہیم اپنے آنسوؤں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوتے کہتے ہیں، ''یہ تو ایک معصوم بچی ہے۔''

2021 کے اوائل اور 2022 کے اواخر کے درمیانی عرصے میں ملک بھر سے 100 سے زائد بچے لاوارث ملے ہیں اور ان میں 62 لڑکیاں تھیں۔ شام میں جنگ میں اب تک پانچ لاکھ سے زائد افراد ہلاک اور لاکھوں دیگر بے گھر ہو چکے ہیں۔ ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے جاری جنگ نے ملک کے بنیادی ڈھانچے کو بھی تباہ کر دیا ہے۔ محکمہ صحت کے اہلکار ظاہر حجو نے بتایا کہ گزشتہ سال کے ابتدائی دس ماہ کے دوران حکومت کے زیر کنٹرول علاقوں میں 53 لاوارث نوزائیدہ بچوں کا اندراج کیا گیا تھا، جن میں 28 لڑکے اور 25 لڑکیاں تھیں۔ شام کے صدر بشار الاسد نے اس سال ایک حکم نامہ جاری کیا، جس میں بچوں کے لیے خصوصی سہولیات فراہم کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ ایسے لاوارث بچوں کو اب خود بخود عرب، شامی اور مسلم کے طور پر اندراج کیا جائے گا اور جس مقام سے وہ ملیں گے اسی کو ان کی جائے پیدائش قرار دیا جائے گا۔

باغیوں کے زیر قبضہ ادلب صوبے میں لاوارث بچوں کے سب سے بڑے مرکز میں سماجی کارکنان ان بچوں کی نگہداشت کرتے ہیں۔ ان مراکز میں مرد اور خواتین کام کرتی ہیں اور بچوں کو ہر طرح کی سہولیات مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس امدادی مرکز کے سربراہ فیصل الحمود نے بتایا کہ انہیں زیتون کے درخت کے نیچے ایک ایسی بچی ملی تھی، جسے بلی نے نوچ کھسوٹ ڈالا تھا۔ فیصل بتاتے ہیں، ''اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا تھا، بعد میں ہم نے اس بچی کو ایک خاندان کے سپرد کر دیا۔''

حمود کا کہنا تھا کہ ان کے کارکن اس بات کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ ایسے بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ہم اس پر بھی نگاہ رکھتے ہیں کہ ان بچوں کی بردہ فروشی نہ ہونے پائے۔

ادلب میں باغیوں کے تعاون سے کام کرنے والے ایک افسر عبداللہ عبداللہ نے بتایا کہ 2019 میں شروع ہونے کے بعد سے اس مرکز میں 26 بچے آ چکے ہیں۔ ان میں 14 لڑکیاں اور 12 لڑکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ رواں برس اب تک نو بچے آ چکے ہیں۔

شامی خانہ جنگی کے دوران 2022ء سب سے کم خونریز سال رہا، شام کے شمال اور شمال مغرب میں باغیوں اور ترک حمایت یافتہ گروپوں کے زیر کنٹرول علاقوں میں چالیس لاکھ سے زیادہ افراد رہتے ہیں، جن میں 90 فیصد کا گزر بسر امداد پر ہوتا ہے۔

عبداللہ عبداللہ کہتے ہیں، ''بچوں کو لاوارث چھوڑنے کے لیے جنگ اور ان کے خاندان دونوں ہی ذمہ دار ہیں۔ یہ بچے تو معصوم ہیں۔'' **(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)**

شیر میسور ٹیپو سلطان کی تلوار 14 ملین پاؤنڈ میں نیلام

18 ویں صدی میں میسور کے حکمران ٹیپو سلطان کی خواب گاہ سے ملنے والی ان کی تلوار نے اس ہفتے لندن میں نیلامی کے تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ یہ تلوار ایک کروڑ چالیس لاکھ پاؤنڈ میں فروخت ہوئی ہے۔

1782 اور 1799 کے درمیان ٹیپو سلطان کے دور کی تلوار اسٹیل سے بنی ہے جس پر سونے کی کاریگری کی گئی ہے۔ اسے اس دور میں اقتدار کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ یہ تلوار ٹیپو سلطان کی خواب گاہ سے برآمد ہوئی تھی جسے ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج نے میجر جنرل ڈیوڈ بیرڈ کو ''حملے میں ہمت دکھانے'' کے نشان کے طور پیش کیا تھا۔ اس حملے میں ٹیپو سلطان کی شہادت ہوئی تھی۔ ٹیپو سلطان کو میسور کے ٹائگر کے نام سے جانا جاتا ہے۔

نجی بین الاقوامی آکشن ہاؤس بونہامس میں اسلامی اور انڈین آرٹ کے سربراہ اولیور وائٹ نے منگل کو نیلامی سے قبل ایک بیان میں کہا ''یہ شاندار تلوار ٹیپو سلطان سے منسلک تمام ہتھیاروں میں سب سے عظیم الشان کہی جاتی ہے جو اب بھی کچھ لوگوں کے پاس موجود ہیں۔'' انھوں نے کہا کہ ''سلطان کے ساتھ اس کی ذاتی وابستگی، اس کی بے عیب خوبصورتی اور اس پر کی جانے والی شاندار کاریگری اسے منفرد اور انتہائی قیمتی و پُرکشش بناتی ہے اور یہ آج بھی ویسی ہی ہے جیسی اس زمانے میں ہوا کرتی تھی۔''

تلوار کی ابتدائی بولی کی قیمت پندرہ سے بیس لاکھ پاؤنڈز کے درمیان تھی لیکن اس کی نیلامی 14 ملین پاؤنڈ میں ہوئی۔ نیلام گھر میں اسلامی اور انڈین آرٹ کی گروپ ہیڈ نیما ساغرچی نے کہا کہ ''اس تلوار کی ایک غیر معمولی تاریخ ہے، اس میں ششدر کر دینے والی حقیقت اور بے مثال کاریگری ہے، اس کی نیلامی میں اتنی گرما گرمی کوئی تعجب کی بات نہیں، ہم نتیجے سے خوش ہیں۔'' نیلام گھر نے اپنی ویب سائٹ پر لکھا کہ یہ ''ٹیپو سلطان کی بیڈ چیمبر تلوار ہے جس میں اسٹیل کے بلیڈ پر سونے کی کوفت گری موجود ہے۔ تلوار پر شمشیر مالک کے علاوہ 'یا ناصر یا فتاح یا نصیر یا معین یا ظہیر اللہ درج ہے۔

مورخین کے مطابق مئی 1799 میں ٹیپو سلطان کے شاہی گڑھ سرنگا پٹم پر قبضے کے بعد ان کے محل سے نکالے گئے بہت سے ہتھیاروں میں سے بہت کم ایسے ہیں جو ٹیپو سلطان کی شان و شوکت یا ان سے اس قدر قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تلوار بلاشبہ ٹیپو سلطان کے ذاتی ہتھیاروں کا حصہ ہے۔ حکمران کے ساتھ ثابت شدہ ذاتی وابستگی کے ساتھ اسے بہترین اور اہم ترین ہتھیاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ فرانسس بکانن نے انڈیا میں اس وقت کی یادداشتوں میں بیان کیا کہ 'ٹیپو سلطان کے سوتے وقت ایک تلوار ان کی پہنچ میں رہتی تھی۔ حملے کے خلاف مسلسل الرٹ رہتے ہوئے ٹیپو سلطان اپنی بند خواب گاہ کی چھت سے لٹکائے ہوئے جھولے میں سوتے تھے جس میں ایک پستول اور تلوار ان کے پہلو میں تھی۔ یہ ہتھیار خود 'غیر معمولی' معیار کا ہے، جس کے بلیڈ پر 'حکمران کی تلوار' لکھا ہوا ہے۔ اسے 16 ویں صدی میں انڈیا میں متعارف کرائے گئے جرمن بلیڈ کے ماڈل کے بعد مغل کاریگروں نے تیار کیا تھا۔ یاد رہے کہ ٹیپو سلطان نے پڑوسی ریاستوں اور ایسٹ انڈین کمپنی کے خلاف جنگوں میں راکٹ آرٹلری کے استعمال کا آغاز کیا تھا۔ نیلام گھر نے اس تلوار کے بارے میں بتاتے ہوئے ڈینی فاریسٹ کی کتاب 'دی لائف اینڈ ڈیتھ آف ٹیپو سلطان' کا حوالہ دیا جس کے مطابق شیرِ میسور کی موت ایسٹ انڈیا کمپنی کے میجر جنرل ڈیوڈ بیرڈ کی قیادت میں کی گئی فوجی کارروائی کے دوران ہوئی۔ اس سے قبل بیرڈ چار سال یہیں قید خانے میں گزار چکے تھے۔

ایک عینی شاہد کے مطابق ''ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور جسم گرم تھا۔ ایک لمحے کے لیے کرنل ویلسلی اور میں شک میں تھے کہ وہ زندہ ہیں۔''

بھارت میں میسور کے سابق حکمراں ٹیپو سلطان کو ایک بہادر اور محب وطن حکمراں کے طور پر ہی نہیں مذہبی رواداری کے علمبردار کے طور پر بھی یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن کچھ عرصے سے بی جے پی کے رہنما اور دائیں بازو کے نظریات کے مورخ ٹیپو کو ظالم اور ہندو دشمن مسلم سلطان کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ٹیپو کو ہندوؤں کا قتل عام کرنے والا حکمراں بتایا جا رہا ہے۔ کرناٹک کے انتخابی مہم کے دوران بھی کئی بار یہ سوال اٹھایا گیا کہ ٹیپو ریاست کا ہیرو ہے یا ہندو دشمن ظالم حکمران؟

ٹیپو سلطان میسور سے تقریباً 15 کلومیٹر دور سری رنگا پٹنم میں ایک خوبصورت مقبرے میں اپنے والد حیدر علی اور والدہ فاطمہ فخر النسا کے پہلو میں دفن ہیں۔ سری رنگا پٹنم ٹیپو کا دارالسلطنت تھا اور یہاں جگہ جگہ ٹیپو کے دور کے محلات، عمارتیں اور کھنڈرات ہیں۔ ٹیپو پر اس تنازعے کے باوجود ہزاروں لوگ اب بھی ٹیپو کے مقبرے اور ان کے محلات دیکھنے کے لیے سری رنگا پٹنم آتے ہیں۔ لوگوں کے ذہن میں میسور کا ٹیپو اب بھی ایک محبّ وطن انگریزوں سے لڑتے ہوئے اپنی جان دینے والا ہیرو اور سیکولر حکمراں ہے۔ کرناٹک کی سابقہ کانگریس حکومت نے چند برس قبل ریاست کے کئی دیگر ہیروز کی طرح ٹیپو کو افتخارِ کرناٹک قرار دیا اور ان کے یوم پیدائش پر سرکاری طور پر جشن منانا شروع کیا۔ بی جے پی اور آر ایس ایس اس کی مخالفت کرتی رہی ہیں۔ ان کے خیال میں ٹیپو متعصب حکمران تھا اور اس نے ساحلی علاقوں میں ہزاروں ہندوؤں کا قتل عام کیا اور مندر ڈھائے تھے۔ آر ایس ایس کا کہنا ہے: ''ٹیپو ہیرو نہیں بلکہ ہزاروں ہندوؤں کا قاتل تھا۔'' لیکن ٹیپو کا گہرا مطالعہ کرنے والے مورخ پروفیسر بی شیخ علی کہتے ہیں کہ ان دعوؤں کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ ان کے خیال میں ٹیپو کی ظالم حکمراں کی نئی شبیہ تاریخ سے زیادہ موجودہ سیاسی ماحول سے متاثر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ملک کی بدلتی ہوئی سیاست میں تاریخ کی نئی تشریح کی جا رہی ہے۔ اس بدلتے ہوئے پس منظر میں کوشش یہی ہے کہ مستقبل کی تاریخ میں ٹیپو سلطان جیسے ماضی کے حکمرانوں کو شاید فراموش کر دیا جائے یا پھر انھیں ہندو دشمن، ظالم حکمراں کے طور پر پیش کیا جائے۔ **(بحوالہ بی بی سی لندن)**

Scanned with CamScanner

معاشرتی زندگی کی کامیابی کا راز

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد شرک اور ضلالت میں ڈوبے ہوئے سماج میں توحید کی صدا بلند کی، مکۃ المکرّمہ کے شرک زدہ ماحول میں توحید کی یہ صدا بے حد نامانوس تھی، اور اس کی زد براہ راست رؤسائے کفار کے موروثی دین باطل پر پڑ رہی تھی، اس لئے مخالفتوں کا ایک طوفان اُمڈ آیا، توحید کی صدا پر لبیک کہنے والے گنتی کے چند افراد پر عرصۂ حیات تنگ کردیا گیا، مگر ان تمام مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے باوجود قافلۂ توحید بڑھتا گیا، بالآخر مدینۃ الرسول میں ایک مثالی آئیڈیل اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔

صحابۂ کرام کا سماج ایک نمونے کا مسلم سماج تھا، اور اسکی بے شمار امتیازی خصوصیات وکمالات کی خوبیوں نے پورے عالم کو متاثر کیا اور پھر اس کے نتیجے میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلا اور اسلام کا حلقہ اور دائرہ پھیلتا اور بڑھتا گیا، مرورِ ایام سے پھر بعد کی صدیوں میں اُس معاشرہ کی خصوصیات کم ہونا شروع ہوئیں اور پھر اسکی تاثیر اور مقبولیت کا گراف بھی نیچا ہوتا گیا، اور اب موجودہ صورت حال مسلم سماج کی یہ ہے کہ ہر طرف اخلاقی طاعون پھیلا ہوا ہے، اباحیت اور عریانیت، مادّیت اور حیوانیت کے باب میں نمونے کا مقام رکھنے والی یوروپی تہذیب کی دریوزہ گری اور اندھی تقلید نے تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار پر تیشے چلا ڈالے ہیں، اور بقول حافظ شیرازی:

ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم

پوری دنیا فتنہ اور شر کی آماج گاہ بنی ہوئی نظر آتی ہے، اور حدیث نبوی کے بموجب گناہوں کی بہتات اور گندگی نے تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے، مسلم سماج کی یہ بدحالی اور بے راہ روی پورے انسانی سماج کی نگاہ میں اُس کی دناءت اور رذالت کی منظر کشی کرتی ہے، اور مسلمانوں کی عملی زندگی پر نگاہ رکھنے والا انسان متأثر ہونے کے بجائے مایوس، بددل وبدگمان اور نفور وگریزاں ہوتا ہے۔

ایک اسلامی معاشرہ، انسانی معاشرے کو اُسی وقت متاثر کرسکتا ہے جب وہ قرنِ اول (عہد صحابہ) کے مثالی سماج کی نمایاں خصوصیات اختیار کرلے اور ان سے انحراف کو اپنے لئے تباہی کی علامت اُسی طرح باور کرے جس طرح صحابۃ الرسول ان خصوصیات سے کسی بھی قیمت پر دست بردار ہونا ہلاکت کے مرادف سمجھا کرتے تھے۔ صحابۂ کرام کے معاشرے کی تمام خصوصیات کا احاطہ تو دشوار ہے، تاہم ان کے روشن عناوین کچھ یوں ہیں:

موقفِ حق پر محکم یقین اور استقامت: دل کی گہرائیوں سے حق قبول کر لینے کے بعد صحابہ کو ایسا پختہ یقین اور اپنے موقف پر ایسا ثبات واستقلال حاصل ہوجاتا تھا کہ باد مخالف کے کتنے ہی جھکڑ کیوں نہ چلیں، رکاوٹوں کا طوفان کیوں نہ آجائے اور مصائب ومشکلات کی بھٹیوں میں تپایا کیوں نہ جائے وہ کوئی لچک اور نرمی پیدا کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے، دشمنوں کی ترغیبات وتحریصات کا دام ہو یا تہدیدات وتشدیدات کی کارروائی، ان کے موقف میں سرمو انحراف نہ آتا تھا اور ان کی زبانِ حال یہ پیغام دیتی تھی۔

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

جذبۂ ایثار وقربانی: معاشرتی زندگی کی کامیابی کا راز ایثار وقربانی میں ہے، صحابہ کرام کا سماج ایثار وقربانی کا آئیڈیل سماج تھا، قرآن انصارِ صحابہ کے جذبۂ ایثار کو ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ'' (وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود اپنی جگہ محتاج کیوں نہ ہوں) کے الفاظ سے بیان کرتا ہے، سیرت صحابہ میں مالی ایثار کی بے شمار داستانیں ہیں، ہجرت نبوی کے پرخطر سفر کے موقع پر دشمنانِ اسلام کی طرف سے اجتماعی طور پر قتل رسول کی منظّم پلاننگ معلوم ہونے کے باوجود حضرت علی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آرام، اسی طرح سفر ہجرت کی دشوار گذاریوں میں حضرت ابوبکر کی طرف سے والہانہ طلب پر شرکت ورفاقت جانی ایثار کے عدیم النظیر نمونے ہیں، غزوات کا موقعہ ہو، حفاظتِ رسول کا موقعہ ہو، تحفظ دین کا موقعہ ہو، ملت کی خدمت کا موقعہ ہو، ہر موڑ پر صحابہ کی قربانیوں اور ایثار کے ریکارڈ موجود ہیں، اور اسلام سے محروم انسانی سماج پر صحابہ کے اس جذبے نے کیا کیا اثرات مرتب کئے اور کس طرح وہ اسلام سے قریب آیا یہ بالکل واضح ہے۔

نافعیت اور مواسات: سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے، مسلمان وہی ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے انسان محفوظ رہیں، مؤمن وہی ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلے میں مامون وبے خوف ہیں، اللہ کا سب سے محبوب بندہ وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان بنیادوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرہ قائم فرمایا تھا، صحابہ کے معاشرے کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ انھوں نے ہمیشہ یہی انداز اپنائے رکھا کہ

مری زبان وقلم سے کسی کا دل نہ دکھے
کسی کو شکوہ نہ ہو زیرِ آسماں مجھ سے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو پہلی ملاقات میں یہ نصیحت کی تھی کہ تم کبھی کسی کو برا بھلا مت کہنا، وہ فرماتے ہیں کہ پھر مرتے دم تک میں نے نہ کسی آزاد کو برا کہا نہ کسی غلام کو، اور انسان تو انسان ہے کسی اونٹ اور بکری کے لئے بھی سخت کلمہ میری زبان سے نہیں نکلا، دوسروں کے درد کو اپنا سمجھنا بلکہ اپنے درد سے زیادہ اس کا احساس اور ہمہ وقت دوسروں کو نفع پہنچانے کی کوشش صحابہ کے معاشرے کی طرۂ امتیاز تھا۔

عدل ومساوات: قرآن ایسا ایمانی معاشرہ چاہتا ہے جو انصاف کا علم بردار اور مساوات کی روش پر قائم ہو، طبقاتی تفاوت اور اونچ نیچ اسلام کی نگاہ میں جاہلیت کی لعنت اور غلاظت ہے، ظلم اور نا انصافی امن عالم اور بقائے انسانیت کی راہ کا سب سے بڑا روڑا ہے، صحابہ کا معاشرہ عدل ومساوات کی شاہراہ پر گامزن تھا، اس سماج میں ہر فرد عدل کا خوگر تھا، خواہ اس کی زد اس کی اپنی ذات یا اس کے والدین واقارب پر کیوں نہ آتی ہو، اسی طرح مساوات اور برابری کے لحاظ سے بھی وہ معاشرہ نمونے کا تھا، مشہور غسانی سردار جبلہ بن ایہم جس نے اسلام قبول کرلیا تھا اور طواف کے دوران ایک دیہاتی مسلمان کا پاؤں اس کے تہ بند پر جا پڑا تھا، جس پر اس نے اسے اتنی زور سے مارا کہ ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہوگیا اور خون رسنے لگا، حضرت عمر نے فیصلہ سنایا کہ یا تو بدّو کو راضی کرو یا قصاص کے لئے تیار ہوجاؤ، جبلہ نے لاکھ نرمی کا معاملہ کرانا چاہا مگر حضرت عمر نے کہا کہ اسلام شاہ وگدا کا فرق نہیں کرتا، اس کا قانون عام مساوات کا قانون ہے، بالآخر جبلہ نے کچھ مہلت لی، اور راتوں رات بھاگ کر پھر عیسائی ہوگیا، مگر اسلامی قانون عدل ومساوات پر حضرت عمر نے آنچ نہ آنے دی۔

اجتماعیت واخوت: صحابہ کا معاشرہ باہمی الفت ومحبت میں جسم واحد کی طرح تھا، اور باہمی اتحاد واجتماعیت میں ان کی کیفیت ''بنیان مرصوص'' سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح تھی، اوس وخزرج کی باہمی طویل خانہ جنگی اور سلسلۂ کشت وخون اسلام کی برکت سے باہمی محبت والفت میں اس طرح تبدیل ہوئی کہ منافق اور یہود مل کر بھی اس اجتماعیت میں دراڑ پیدا نہ کرسکے، اختلاف کو ہوا دینی والی چیزوں سے، ہر طرح کی بدگمانیوں اور بے جا خدشات سے اور افواہوں پر یقین کرنے سے صحابہ کا سماج پاک تھا، اور اسی لئے اس میں مثالی اتحاد اور اخوت کا جذبہ تھا، جو دوسروں کو حد سے زیادہ متاثر ومرعوب کرتا تھا۔

قول وعمل کی یکسانیت: قرآن کی صراحت کے مطابق قول وعمل کا تضاد اللہ کی نگاہ میں بے حد مبغوض عمل اور انسانی سماج کے لئے زہر قاتل ہے، معاشرے کی اصلاح کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ ہر فرد غازئ کردار ہو، حضرت عثمان غنی نے اپنا اول خطبہ خلافت اس حقیقت کے اظہار سے شروع کیا تھا کہ آج مسلمانوں کو غازئ کردار رہنما کی ضرورت ہے نہ کی غازئ گفتار رہنما کی۔ عہد صحابہ قول وعمل کی یکسانیت میں ممتاز تھا، اور اس معاشرے کا ہر فرد جو کہتا تھا سب سے پہلے اس پر عمل کرکے دِکھاتا تھا، چنانچہ اس کی تاثیر یہ سامنے آتی تھی کہ گروہ درگروہ لوگ آکر اسلام کے دامن میں پناہ لیتے تھے۔

پاکیزگی: اسلام کا مطالبہ انسان سے ہمہ جہتی پاکیزگی کا ہے، صحابہ کا معاشرہ سر سے لے کر پیر تک پاکیزگی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا، ان کے دل ودماغ باطل خیالات اور باطنی امراض سے پاک تھے، ان کی نگاہ پاکیزہ تھی، ان کی خوراک وپوشاک پاک تھی، ان کا ماحول ظلم اور عریانیت سے پاک تھا، ان کی انفرادی زندگی کا ہر پہلو اور گوشہ پاکیزہ تھا، ان کی زبان پاک تھی، اور ان کی سیاست بھی مکر وفریب سے پاک تھی، شراب کی رسیا عرب قوم کو جب اس کے ناپاک وحرام ہونے کا علم ہوا تو پورا مدینہ شراب کی لعنت سے پاک ہوگیا، تاریخ صحابہ پاکیزگی کے بے شمار ہمہ جہتی نمونوں سے مالامال تاریخ ہے۔

ادائے حقوق: اسلام نے بندگانِ خدا پر حقوق عائد کئے ہیں، اللہ کے حقوق کی الگ فہرست ہے، اور بندوں کے حقوق کی الگ، بلکہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی نسبتاً زیادہ اہم قرار دی گئی ہے، صحابہ کی زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا جو اہتمام نظر آتا ہے وہ بے نظیر ہے۔ صحابۂ کرام کے قرآنی، ربّانی اور ایمانی معاشرے کی بے شمار خصوصیات کے یہ روشن خطوط ہیں، اس لئے بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک اسلامی معاشرہ ان خصوصیات کو اپنائے بغیر اور اسوۂ صحابہ کی پیروی کئے بغیر انسانی معاشرے کو نہ تو متاثر کرسکتا ہے اور نہ اپنی عملی زندگی میں کامیابی اور سعادت سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔

مدرسہ اصلاح البنات مع ہوسٹل

مقام: سوبھن، ڈاکخانہ لال شاہ پور، ضلع دربھنگہ، (بہار) پن: ۸۴۶۰۰۵

Madrasa Islahul Banat With Hostel

At-Sobhan, P.o-LalShahpur, Distt-Darbhanga-846005

مدرسہ اصلاح البنات میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوگیا ہے، جدید بچیوں کا داخلہ جاری ہے، واضح رہے کہ مدرسہ اصلاح البنات لڑکیوں کا مشہور ومعروف اقامتی ادارہ ہے جس میں درجۂ حفظ، قرأت، عالمہ کورس، وسطانیہ، فوقانیہ اور مولوی کی پڑھائی کے ساتھ عصری تعلیم، نرسنگ (پانی چڑھانا، بی پی جانچنا، شوگر جانچنا، انجیکشن لگانا وغیرہ) کمپیوٹر، سلائی، کڑھائی وامور خانہ داری کی تربیت کا اسلامی ماحول میں عمدہ نظم ہے، اس ادارہ کے عزائم میں یہ ہے کہ اس کے ذریعہ قوم کی بچیوں کے اندر اتنی صلاحیت پیدا کی جاسکے جس سے وہ قرآن وحدیث کو سمجھیں اور اس سے استفادہ کے قابل بن سکیں، عصری تعلیم کے میدان میں قوم کی بچیاں نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں اور معاشرہ میں وہ ایک باشعور بیٹی، وفادار بیوی، باحیا بہن اور ایک باوقار ماں کا کردار ادا کرسکیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کی خواہشمند طالبات اور معاونین دیئے گئے پتہ پر خط وکتابت یا مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز احمد

ناظم مدرسہ ہٰذا وسابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ

رابطہ نمبر: 7761916266/9431063286

Scanned with CamScanner

مدارس اسلامیہ کا تحفظ وقت کی بڑی ضرورت

(مولانا ڈاکٹر) **ابوالکلام قاسمی شمسی**

ہندوستان میں مدارس کی تاریخ بہت قدیم ہے، مدارس کے قیام کے پس منظر کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مدارس کے قیام کا مقصد شروع ہی سے یہ رہا ہے کہ اس میں بنیادی طور پر ایسی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا، جس سے دین وشریعت کی حفاظت ہو سکے، اور مدارس کے فارغین امت مسلمہ کی دینی ضرورتوں کی تکمیل کر سکیں، مدارس سے مولانا، عالم، فاضل، مفتی، قاضی، امام، خطیب اور ماہرین دین و شریعت بن کر نکلیں، جو ملت و امت کی دینی ضرورت پوری کر سکیں، چونکہ مسلم امت اور ملت کو اس کی ضرورت ہمیشہ رہی کہ ملت اسلامیہ میں ایسے افراد ہمیشہ دستیاب ہوں، جو دین وشریعت میں ان کی رہنمائی کر سکیں، ایسا نہیں کہ صرف مسلم سماج کو اس کی ضرورت ہے، بلکہ ملک کے بسنے والے تمام مذہبی طبقات کو اس کی ضرورت رہی ہے اور آج بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ برادران وطن میں بھی مذہبی تعلیم کے لئے تعلیم گاہیں الگ الگ ہیں، ہندو دھرم کے پاٹھ شالے اور بڑے مذہبی ادارے ہیں، جہاں سے بڑے بڑے پنڈت نکلتے ہیں، عیسائی، بودھ اور جین کے اپنے اپنے مذہبی تعلیمی ادارے ہیں، ان سے ان کے مذہب کے ماہرین پوپ، پادری اور دیگر مذہبی پیشوا نکلتے ہیں، سکھوں کے بھی مذہبی ادارے ہیں، جہاں سے پڑھ کر ان کے گرو نکلتے ہیں، ہمارا ملک سیکولر ہے، آئین سے چلتا ہے، ملک کا آئین اس طرح کے مذہبی اداروں کو چلانے کی اجازت دیتا ہے۔

مدارس بھی مسلمانوں کے مذہبی ادارے ہیں، سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مسلم سماج کے صرف ۴ فصد بچے مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں ان مدارس میں ضرورت کے مطابق عصری تعلیم دی جاتی ہے، مگر اس کا فوکس اس پر ہوتا ہے کہ ان اداروں میں ایسے افراد تیار کئے جائیں، جو دین وشریعت سے متعلق علوم وفنون میں ماہر ہوں، تا کہ وہ دین وشریعت کی رہنمائی کر سکیں، مساجد میں امام وخطیب کے فرائض انجام دیں، مفتی بن کر فتویٰ دیں اور ملک میں پھیلے دارالافتاء کے نظام کو سنبھالیں، اور قاضی بن کر دارالقضاء کے نظام کو آگے بڑھائیں اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والے نزاعات بالخصوص نکاح، طلاق، اوقاف و دیگر معاملات میں دین و شریعت کے مطابق فیصلہ کریں، اور آپس میں میل ومحبت کی فضا کو ہموار کریں، ملک کے بسنے والے لوگوں کے درمیان تعلیم کو عام کریں، برادران وطن کے درمیان قومی یکجہتی کو فروغ دیں، اور مذہب اسلام کے امن وشانتی، مذہبی رواداری، قومی یکجہتی اور حب الوطنی کی تعلیم دے کر مثالی شہری پیدا کریں، مذکورہ مقاصد کو پیش نظر رکھ کر مدارس کا نصاب تعلیم مرتب کیا گیا ہے، مدارس کے نصاب تعلیم میں عصری مضامین بھی ہیں، مگر فوکس اسلامی علوم فنون پر ہے، میرے مطالعہ اور تجربہ کے مطابق مدارس اپنے مقاصد میں صد فیصد کامیاب ہیں۔ ماضی میں ملک کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے مجاہدین کی ضرورت پڑی، تو مدارس نے ایسے مجاہدین پیدا کئے، جنہوں نے ملک کو آزاد کرانے کے لئے سب سے پہلے تحریک شروع کی، اور تحریک کے ذریعہ ملک کو آزاد کرانے کے لئے بیداری پیدا کی، اپنی تحریر، تقریر اور اپنی قربانیوں کا ایک ریکارڈ قائم کر دیا، جو تاریخ آزادی کا ایک اہم باب ہے، آج بھی جب کوئی قدرتی حادثہ پیش آتا ہے، سیلاب آجائے، آندھی طوفان اجائے، آگ کا حادثہ پیش اجائے، ایکسیڈنٹ ہو جائے، زلزلہ اجائے، انسانی جذبہ کے پیش نظر ہر جگہ مدارس کے لوگ نظر آتے ہیں، چونکہ مدارس میں انسانیت کی پختہ تعلیم دی جاتی ہے، انسانی اقدار کو مضبوط کرنا مدارس کے قیام کا مقصد ہے، مدارس کی تعلیم میں انسانی اقدار، سماجی خدمات، اخلاقی قدروں کو پختہ کرنا بھی شامل ہے، مدارس میں حقوق وفرائض کی مضبوط تعلیم دی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مدارس کے اساتذہ، طلبہ اور فارغین حقوق وفرائض کی ادائیگی میں مضبوط ہوتے ہیں، اس طرح مدارس مثالی شہری بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، ہندوستان میں قیام مدارس کے مقاصد میں مثالی شہری پیدا کرنا اور سچا محب وطن پیدا کرنا بھی رہا ہے، اس طرح مدارس ان مقاصد کے حصول میں بھی کامیاب ہیں۔

ملک میں تعلیم کو عام کرنا اور لوگوں کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے کوشش حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت اس کے لئے بڑی رقم خرچ کرتی ہے، یہ کام مدارس بھی کرتے ہیں، مدارس کے مقاصد میں تعلیم کو عام کرنا بھی شامل ہے، اس طرح مدارس تعلیم کو عام کرنے میں اہم رول ادا کر رہے ہیں، بالکل غریب طبقہ کے بچے بچیوں کو تعلیم دیتے ہیں، ان کے مفت قیام وطعام کا انتظام کرتے ہیں، غریب فیملی کے زیادہ تر بچے بچیاں مدارس ہی میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس کی وجہ سے شرح خواندگی بڑھتی ہے، اس طرح یہ حکومت کے بھی مددگار ہیں۔

جہاں تک مسلمانوں کی ضروریات کی بات ہے تو ان کی ضرورت اور ان کی تکمیل میں مدارس کتنے معاون ہیں، اس کا ایک مختصر جائزہ بھی پیش کیا جارہا ہے۔

(1) **تعلیمی ضرورت**: دینی تعلیم کا انتظام مدارس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے، مسلم سماج کو تعلیم کی سخت ضرورت ہے، اس ضرورت کو بڑی حد تک مدارس پورا کر رہے ہیں، مسلم سماج کے لوگوں کے نزدیک دین کی تعلیم بنیادی ضرورت ہے، چونکہ دین سے وابستگی دینی تعلیم ہی پر منحصر ہے، اس لئے دین کے سلسلہ میں ضروری معلومات سے بچوں کو آراستہ رکھنا وہ بنیادی ضرورت سمجھتے ہیں، اس ضرورت کی تکمیل مدارس کرتے ہیں، اس طرح اس مقصد کو پورا کرنے میں مدارس کامیاب ہیں۔

(2) **مساجد کے لئے امام و خطیب کی فراہمی**: مدارس کے قیام کے مقاصد میں ایک اہم مقصد مساجد کے لئے امام وخطیب فراہم کرنا ہے، نماز دین کا ستون ہے، نماز کی ادائیگی کے لئے مساجد کی تعمیر کی جاتی ہے، مساجد میں نماز پڑھانے کے لئے اور وعظ ونصیحت کے لئے امام وخطیب کی ضرورت پڑتی ہے، یہ بڑی اہم ضرورت ہے، ملک کے شہروں اور دیہاتوں میں لاکھوں لاکھ مساجد ہیں، ہر ایک کے لئے امام وخطیب کی ضرورت ہے، یہ بڑی اور اہم ضرورت ہے، اس ضرورت کی تکمیل مدارس کرتے ہیں کہ ان سے حفاظ، علماء اور خطباء نکلتے ہیں جو ان ضروریات کو پورا کرتے ہیں، اس طرح مدارس اس ضرورت کو پورا کرنے میں بھی کامیاب ہیں۔

(3) **اساتذہ و معلمین کی فراہمی**: مسلمانوں کی تعداد کئی کڑور ہے، ہر ایک کے لئے بنیادی دینی تعلیم ضروری ہے، مسلمانوں کی آبادی کے تناسب سے مدارس اور مکاتب کی بھی ضرورت ہے، تا کہ ہر ایک کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا جا سکے، آبادی کے اعتبار سے مسلمانوں کو دینی تعلیم کے لئے مکاتب اور مدارس کی ضرورت ہے، ہر مکتب اور مدرسہ میں مختلف مضامین کی تعلیم کے لئے اساتذہ و معلمین کی ضرورت ہے، اس ضرورت کو مدارس پورا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسلم سماج میں دینی تعلیم کی حفاظت ہو رہی ہے، اس مقصد کی تکمیل میں بھی مدارس پورے طور پر کامیاب ہیں۔

(4) **دین کی تبلیغ اور وعظ و نصیحت کی ضرورت**: سماج میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، اچھے بھی ہوتے ہیں، اور خراب بھی، سماج کو اچھا اور بہتر رکھنے کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہوتی ہے، اس کام کو اچھے طور پر وہی لوگ انجام دیتے ہیں جو اس میں مہارت رکھتے ہیں، اس کام میں مہارت رکھنے والے اکثر مبلغین ہوتے ہیں، جو لوگوں کو وعظ ونصیحت کے ذریعہ اچھے کاموں کی طرف راغب کرتے ہیں اور برائیوں سے خبر دار کرتے ہیں، مدارس کے قیام کے مقاصد میں یہ بھی شامل ہے، اس میں بھی مدارس کامیاب ہیں۔

(5) **ملی ضرورتوں کی تکمیل**: مسلم سماج کے درمیان اہل مدارس احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ سماج کے دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں علماء طبقہ پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں، اس لئے لوگ ملی کاموں کے لئے ان پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں، مدارس کے قیام کے مقاصد میں اتحاد ملت اور ملی ضرورتوں کی تکمیل بھی ہے، اس کو مدارس اور اہل مدارس بخوبی انجام دیتے ہیں، اس شعبہ میں بھی مدارس صد فیصد کامیاب ہیں۔

(6) **تزکیہ**: مدارس کے قیام کے مقاصد میں جہاں قرآن، احادیث اور دینی علوم وفنون کی تعلیم ہے، وہیں ایسے افراد کو پیدا کرنا بھی ہے، جو خود متقی و پرہیز گار ہوں اور وہ دوسرے لوگوں کا تزکیہ کر سکیں، اللہ کا شکر ہے کہ مدارس اس میں کامیاب ہیں۔

(7) **سرکاری تعلیمی اداروں میں خالی عہدوں پر تقرری**: مدارس میں سے کچھ ایسے ہیں، جو حکومت کے ذریعہ قائم بورڈ سے ملحق ہیں، ان کے قیام کے مقاصد میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری مضامین کی تعلیم دینا ہے، تا کہ وہ دین کے واقف کار بھی رہیں اور سرکاری تعلیمی اداروں میں سرکاری عہدوں پر بحال ہو سکیں، یہ مدارس بھی اپنے مقاصد میں کامیاب ہیں، اس کے فارغین پرائمری، مڈل، ہائی اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں بحال ہوتے ہیں، اور بچوں کی تعلیم وتربیت میں حصہ لیتے ہیں، سرکاری دفاتر میں ان کی تقرری ہوتی ہے، اس طرح وہ مدارس بھی اپنے مقاصد میں کامیاب ہیں۔

(8) **قومی یکجہتی کا فروغ**: مدارس تعلیم کی جگہ ہے، ماضی میں مدارس ہی تعلیم کے بڑے ادارے تھے، ان میں جہاں مسلم سماج کے بچے تعلیم حاصل کرتے تھے، وہیں برادران وطن کے بچے بھی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے تھے، چنانچہ تاریخی روایت کے مطابق ملک کے سابق صدر جمہوریہ آنجہانی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے بھی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، پروفیسر سچید انند سنہا نے مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی، پٹنہ میں تعلیم حاصل کی، اس طرح ایک طویل فہرست ہے، موجودہ وقت میں تو برادران وطن کے بہت سے بچے بچیاں بورڈ کے مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس سے قومی یکجہتی کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

(9) **مدارس تہذیب و ثقافت کے امین**: ہندوستان میں مدارس مسلم تہذیب وثقافت اور اسلامی علوم وفنون، مادری، مذہبی اور ثقافتی زبان کے محافظ ہیں، ان میں عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم دی جاتی ہے، اردو زبان کے ماہرین کی رائے ہے کہ موجودہ وقت میں اردو زبان مدارس کی وجہ سے زندہ ہے، مدارس نے مسلم سماج کے ایک طبقہ میں پختہ دینی شعور پیدا کیا ہے، جو اس ملک کے لئے امتیازی شان ہے، اور ان اسلامی علوم وفنون میں پختگی کے بیرون ممالک کے علماء ودانشوران بھی قائل ہیں۔

یہ ہیں مدارس کے قیام کے چند مقاصد، ویسے اس کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں، جن کا احاطہ طوالت کی وجہ سے مشکل ہے، مذکورہ تجزیہ سے یہ حقیقت واضح ہے کہ مدارس اسلامیہ جن مقاصد کے لئے قائم کئے ہیں، وہ اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ بہت سے حضرات خیر خواہی میں یہ چاہتے ہیں کہ مدارس میں تمام مروجہ علوم کی تعلیم دی جائے، اور وہ مدارس کے فارغین کو ہر فن میں ماہر دیکھنا چاہتے ہیں، ان کے خیالات تو یقیناً اچھے ہیں، مگر عمل کے اعتبار سے مشکل ہیں، بالخصوص ایسے دور میں جبکہ تخصص کا دور ہے، تعلیم کے شعبے تقسیم کئے جا چکے ہیں، اسکول کی تعلیم کے بعد ہی امیدوار کو مضامین کا انتخاب ضروری ہوتا ہے، میڈیکل کی تعلیم الگ ہوتی ہے، انجینئرنگ کی تعلیم الگ ہوتی ہے، سائنس کی تعلیم کے لئے الگ شعبے ہیں، ہر تعلیم کا مقصد متعین ہے، ایسے میں مدارس اور اہل مدارس کے بارے میں یہ سوچ لینا کہ وہ ہر فن میں ماہر ہو، کسی طرح بھی درست نہیں ہے، مدارس کے قیام کے جو مقاصد ہیں، اس اعتبار سے اس کی کارکردگی کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں جب تک مسلمانوں کی حکومت رہی، مدارس بڑی شان سے چلتے رہے، حکومت کی جانب سے کفالت کی جاتی تھی، بڑے علماء کو جاگیریں دی جاتی تھیں، وہ ان کے ذریعہ مدارس، خانقاہ اور دینی شعبے کو ترقی دیتے تھے، اس طرح اہل مدارس صاحب حیثیت اور صاحب وقار رہے، مگر جب مسلمانوں کی حکومت ختم ہوگئی اور ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہوگیا، تو دھیرے دھیرے یہ سلسلہ ختم ہوگیا، بلکہ انگریزی حکومت مدارس مخالف نظریہ رکھتی تھی، چونکہ مدارس ہی سے ان کو خطرہ محسوس ہوتا تھا، بالآخر مدارس ہی ان کی حکومت کے خاتمہ کا سبب بھی بنے، اس طرح انگریزی دور حکومت سے مدارس مالی بحران سے دوبار ہونے لگے، اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، نیز بڑے بڑے دانشور انگریز مستشرقین تھے، ان میں سے اکثر مدارس بیزار بھی تھے، ایسی حالت میں دینی تعلیم کے تحفظ کے لئے مدارس کا قائم کرنا اور ان کا چلانا بڑا مشکل تھا۔

Scanned with CamScanner

مسلم معاشرے پر غیر اسلامی تہذیب کے اثرات

مولانا ابومصعب عمری

جہاں چند قومیں ایک ساتھ رہتی بستی ہوں وہاں افکار ونظریات، علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کا تبادلہ یقینی بات ہے، کیونکہ اثر انگیزی اور اثر پذیری انسان کی فطرت میں داخل ہے، جو افراد یا قومیں دوسروں پر اثر انداز نہیں ہوتیں، وہ لازماً دوسروں کا اثر قبول کر کے رہیں گی۔ ہندوستانی مسلمانوں کا معاملہ بھی تقریباً یہی ہے۔ مسلمانوں کے دیگر اقوام سے اثرات قبول کرنے کے کئی اسباب ہیں، جن میں سے اہم یہ ہیں۔

دعوت دین سے غفلت: یہ دنیا کا دستور ہے کہ جو قوم دوسروں کو دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوتی، وہ دوسروں پر اثر انداز بھی نہیں ہوتی ہے اور جب دوسروں کو دینے کے لئے اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر دوسروں کا اثر ضرور قبول کرتی ہے۔ مسلمان جب تک دین پر عمل پیرا رہے اور اس کی تعلیمات کو اقوامِ عالم میں عام کرتے رہے تو دوسروں پر اثر انداز ہوتے رہے مگر جب وہ اس دین کی دعوت سے غافل ہو گئے تو دوسرے کے اثرات قبول کرتے چلے گئے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے خیر امت کے لقب سے نوازا، اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی جماعت ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو''۔ (آل عمران: 110) اس فریضے سے غفلت کی وجہ سے اہل کتاب مدعو قوم کی برائیوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''سب سے پہلا فساد جو بنی اسرائیل میں داخل ہوا، یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو برائی کرتے ہوئے دیکھتا تو کہتا: اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو، اور یہ برائی چھوڑ دے، یہ تیرے لئے جائز نہیں، لیکن دوسرے روز اسی کے ساتھ اسے کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے میں کوئی عار یا شرم محسوس نہیں ہوتی''۔ (ابوداؤد: 4336)

مرعوبیت: دوسروں کے اثرات قبول کرنے کا دوسرا اہم سبب مرعوبیت ہے۔ انسان دوسرے سے جتنا مرعوب ہوتا ہے اسی قدر اس سے متاثر بھی ہوتا ہے۔ مغربی تہذیب سے مرعوبیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ہر چیز میں ان کی نقالی کرنے لگے، جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

اہل علم اور دیندار طبقہ بھی اس قدر مرعوب ہے کہ اس کے اندر یہ ایمانی جرأت نہیں کہ اسلامی تہذیب پر فخر کرے۔ مرعوبیت کا یہ حال ہے کہ کبھی کبھی غیر اسلامی افکار کو اسلامی افکار سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش بھی کر بیٹھتا ہے۔ دین اور دنیا کی تفریق کا جو نظریہ عیسائیوں میں پایا جاتا ہے (کہ قیصر کا حق، قیصر کو اور کلیسا کا حق کلیسا کو دو) عملاً مسلمانوں میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ غالباً اسی مرعوبیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''تم ضرور اپنے اگلوں کے راستوں پر قدم بقدم چلو گے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کی بل میں بھی داخل ہوا تو تم بھی اس میں داخل ہو گے''۔ (حدیث صحیح: صحیح وضعیف الجامع الصغیر: 5067)

جمود وتعطل: مسلمانوں کی اثر پذیری کا ایک اہم سبب ان کا جمود وتعطل بھی ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو ہر جگہ اور ہر زمانے کے لئے قابلِ عمل اور دستورِ حیات ہے۔ اسلام کی یہ عالمگیرت جدو جہد اور اجتہاد میں پنہاں ہے، لیکن صدیوں کے انجماد اور تعطل نے اس کی حقیقی تصویر ہی بگاڑ دی ہے۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں: ''جب مسلمانوں میں اربابِ فکر اور اصحابِ تحقیق پیدا ہونے بند ہو گئے، جب انہوں نے سوچنا اور دریافت کرنا چھوڑ دیا، جب وہ اکتسابِ علم اور اجتہادِ فکر کی راہ میں تھک کر بیٹھ گئے تو گویا انہوں نے خود دنیا کی رہنمائی سے استعفا دے دیا''۔ (تنقیحات: 7) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تذکرے میں ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی لکھتے ہیں: ''(شاہ صاحب نے) ''ازالۃ الخفاء'' کی فصل ششم میں مسلمانوں کی تاریخ کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور ان کے اندر عقائد، علوم، اخلاق اور سیاست میں جو جاہلی آمیزش ہو گئی تھی اس کی نشاندہی کی ہے''۔ آگے لکھتے ہیں: ''شاہ صاحب کے نزدیک مسلم تاریخ کی دوسری بنیادی خرابی یہ تھی کہ ان کے اجتہاد کی روح مردہ ہو چکی تھی اور تقلیدِ جامد کا بھوت ان کے دماغوں پر مسلط ہو گیا تھا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں: ''ہمارے زمانے کے سادہ لوح اجتہاد سے بالکل برگشتہ ہیں، اونٹ کی طرح ناک میں نکیل پڑی ہے اور کچھ نہیں جانتے کہ کدھر جا رہے ہیں۔ ان کا کاروبار ہی دوسرا ہے، یہ بے چارے ان امور کی سمجھ بوجھ کے مکلّف ہی نہیں ہیں''۔ (تاریخ دعوت وجہاد: 129، 130)

جہالت اور کم علمی: ساری برائیوں اور خرابیوں کا بنیادی سبب جہالت اور کم علمی ہے۔ مولانا محمد اقبال کیلانی لکھتے ہیں: ''اسی جہالت کے نتیجے میں انسان آبا واجداد پرستی اور رسم ورواج کی اندھی تقلید کا اسیر ہو جاتا ہے''۔ (توحید کے مسائل: 53)

مخلوط معاشرہ: مسلمانوں کی مخلوط معاشرت بھی اثر پذیری کا ایک اہم سبب ہے۔ اس ملک میں مسلمان صدیوں سے کئی مذاہب اور ادیان کے ماننے والوں کے درمیان رہتے ہوئے ان کے عقائد اور نظریات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ مولانا اسلم سیف لکھتے ہیں: ''مرورِ زمانہ، گردشِ لیل ونہار اور شب وروز کی آمد ورفت کی وجہ سے ان میں کمزوری پیدا ہوتی چلی گئی، ہندو معاشرے کے اختلاط کی وجہ سے ان میں ہندوانہ اور مشرکانہ رسوم نے راہ پالی''۔ (تحریک اہلحدیث، تاریخ کے آئینہ میں: 135)

دین سے دوری: مخلوط اور غیر اسلامی معاشرے میں بستے ہوئے مسلمانوں کی اکثریت میں اسلام کا ایک محدود تصور پایا جاتا ہے، جو رسومات انہیں اپنے آبا واجداد سے وراثت میں ملی ہیں انہی کو وہ دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ نوجوان طبقہ ذریعۂ معاش کے لئے عصری علوم کے حصول کو ہی ترجیح دیتا ہے، دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کا تناسب عصری تعلیم کے مقابل میں بہت ہی کم ہے۔ دینی تعلیم کے حصول کے لئے وہی طلبہ منتخب ہوتے ہیں جن کی ذہنی اور مالی حیثیت عصری علوم کے حصول کی اجازت نہیں دیتی، یا پھر دین کا جذبہ رکھنے والا ایک قلیل طبقہ وہ ہے جو حصولِ ثواب کی خاطر دینی علم حاصل کرتا ہے۔ اس سے امت کی دینی صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سلاطین ہند کی غفلت: یہ ہمارے ملک کی محرومی ہے کہ یہاں اسلام کی اشاعت صحیح طریقے پر نہیں ہو سکی۔ اکثر حکمرانوں کی توجہ سیاسی امور تک محدود رہی، اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان حکمرانوں کا ایک بڑا طبقہ وہ تھا، جنہوں نے رسوم ورواج کے ذریعے اپنے مذہب کی خوب نشر واشاعت کی۔ میلاد ومحرم کی محفلیں اور دیگر بہت سی بدعات انہیں کی دین ہیں، ایسے قریے جہاں مساجد کی سہولت نہیں مگر عاشور خانے ضرور پائے جاتے ہیں۔ مولانا محمد اقبال کیلانی لکھتے ہیں ''جب کبھی ملحد اور بے دین قسم کے لوگ سریر آرائے حکومت ہوئے تو وہ اسلام کے پسپائی اور رسوائی کا باعث بنے۔ اس کی واضح مثال عہدِ اکبری ہے، جس میں سرکاری طور پر لا الہ الا اللہ، أکبر خلیفة اللہ ''مسلمانوں کا کلمہ قرار دیا گیا۔ اکبر کو دربار میں باقاعدہ سجدہ کیا جاتا تھا۔ نبوت، وحی، حشر ونشر اور جنت ودوزخ کا مذاق اڑایا جاتا۔ دیوالی، دسہرہ، راکھی، پونم، شیوراتری جیسے تہوار ہندوانہ رسوم کے ساتھ سرکاری سطح پر منائے جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندو مذہب کے احیاء اور شرک کے پھیلاؤ کا اصل سبب ایسے ہی بے دین اور اقتدار پرست مسلمان حکمران تھے۔'' (توحید کے مسائل: 79) مولانا محمد اسلم سیف لکھتے ہیں: ''اکبر اعظم، جہانگیر اور شاہ جہاں کے زمانے میں جو رسوم معاشرے میں گھس گئی تھیں، سلطان اورنگزیبؒ عالمگیر نے ایک ایک کر کے ان سب کو مٹایا، ہندوانہ رسوم ختم کیں، مجوسیت کو فنا کے گھاٹ اتارا، مشرکانہ بدعقیدگی کا انسداد کیا'' (تحریک اہلحدیث، تاریخ کے آئینہ میں: 183) آگے لکھتے ہیں ''اورنگ زیب کا پہلا جانشین شاہ عالم بہادر شاہ اول تھا، 1118ء تا 1124ء چھ سال میں اس نے عالمگیر کے دینی اقدامات اور انقلابی کارناموں کو ایک ایک کر کے ختم کر دیا''۔ (ایضا: 185) ''مغلیہ بادشاہوں کے تشیع کی طرف رجحان نے ان پر ایرانی تہذیب مسلط کر دی تھی'' (ایضا: 186) سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں ''مغلیہ سلطنت کا آفتاب لبِ بام پر تھا، مسلمانوں میں رسوم وبدعات کا زور تھا'' (مقالاتِ سلیمانی بحوالہ تحریک اہلحدیث: 187) پروفیسر محمد حبیب صاحب صدر شعبۂ سیاسیات مسلم یونیورسٹی لکھتے ہیں: ''غزنویہ، سلجوقیہ اور خوارزمیہ خاندانوں کا مقصد ایرانی تہذیب کا احیا تھا، ان خاندانوں کے بادشاہوں کی شخصی زندگی پر اسلام کا کتنا ہی اثر ہو لیکن ان کے سیاسی اداروں میں بقول علامہ شبلیؒ ''کیقباذ'' و ''کیخسرو'' کی روح سرایت کر گئی تھی۔'' (سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات: 16) ہندوستانی مسلمانوں کے عقائد وافکار پر دو تہذیبوں کے اثرات نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ ایک خود یہاں کی ہندو تہذیب، دوسری مغربی تہذیب۔ تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ تر مغربی تہذیب سے متاثر ہے، اس کے بالمقابل اَن پڑھ طبقہ ہندو تہذیب سے متاثر ہے۔

ہندو تہذیب کے اثرات: ہندوستان میں مسلمان اپنے دورِ اقتدار ہی سے یہاں کی ہندو تہذیب سے متاثر رہے ہیں، اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ مسلم بادشاہوں میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جن کا مقصد اشاعتِ اسلام سے زیادہ توسیعِ مملکت تھا۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں: ''صدیوں (مسلمانوں) کی فرماں روائی کے بعد بھی ہندوستان کا سوادِ اعظم غیر مسلم رہا، یہاں اسلام تہذیب جڑ نہ پکڑ سکی، یہاں کے باشندوں میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا بھی کوئی خاص انتظام نہ کیا گیا۔ نومسلم جماعتوں میں قدیم ہندوانہ خیالات اور رسم ورواج کم وبیش باقی رہے، اور خود باہر سے آئے ہوئے قدیم الاسلام مسلمان بھی اہلِ ہند کے میل جول سے مشرکانہ طریقوں کے ساتھ رواداری برتنے اور بہت سی جاہلانہ رسوم کا اتباع کرنے لگے''۔ (تنقیحات: 16)

اسلام کا صحیح تعارف: ان حالات میں مسلمانوں کو اسلام کی حقیقت سے واقف کرانے کے لئے خطباتِ جمعہ اور دینی جلسوں کے کردار کو فعال اور مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ معاشرے میں پھیلے ہوئے انحراف اور رسومات کی اصلاح میں خطباتِ جمعہ اور جلسوں کا اہم رول رہا ہے۔ ان کے علاوہ ایسے ٹھوس طریقے اپنائیں جائیں جہاں ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگوں کے لئے اسلام کی صحیح تعلیمات سیکھنے کا نظم ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم کیا ہوا ''معمولی مدرسہ'' ہر ایک کے لئے ''تعلیم گاہ'' تھا جہاں بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورت سبھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مدرسے میں دعوت دین اور اسلامی جہاد کا طریقہ بھی سکھایا جاتا تھا، تجارت اور سیاست کے اصول بھی سکھائے جاتے تھے، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مدرسے سے داعی، مجاہد، مفسر، محدث، فقیہ، سیاست داں، قانون داں اور زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی کرنے والے علماء پیدا ہوئے۔

ہندوستان اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ یہاں بادشاہ اور سلاطین کی غفلت کے باوجود معاشرے کی اصلاح میں علماء نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہند کے ملحد بادشاہ جلال الدین اکبر کا فتنہ دین الٰہی، اسلام کے خلاف ایک زبردست فتنہ تھا۔ شیخ احمد سرہندیؒ نے نہ صرف اس فتنہ کا مقابلہ کیا بلکہ عوام وخواص تک اسلام کی صحیح تعلیمات پہنچانے کا ایک اچھا انتظام بھی کیا۔ انہوں نے سارے ملک میں اپنے شاگردوں اور مریدوں کا ایک جال بچھا دیا۔ اسی طرح شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرف سکھوں سے جہاد میں مصروف رہے تو دوسری طرف عوام کے اعتقادی اور سماجی بگاڑ کی اصلاح کی بڑے پیمانے پر کوشش بھی کرتے رہے۔ ہمارے اسلاف کے یہ کارنامے ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں جن کی روشنی میں ہم اپنے معاشرے کی اصلاح کر سکتے ہیں اور عوام تک صحیح تعلیمات پہنچا سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حق و باطل کے درمیان کش مکش

مفتی مسعود عالم

یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی فتنہ ارتداد ابھرتا ہے، یا کوئی فرعونی طاقت اور باطل قوت اسلام سے پنجہ آزمائی کے لئے نمودار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ابھرتے ہوئے فتنوں کو کچلنے کے لئے اور باطل طاقت کو پاش پاش کرنے کے لئے اپنے محبوب بندوں کو بھیجتا ہے جو عالم کے غبار آلود نقشے کو صاف و شفاف بنا کر پیش کرتے ہیں؛ جیسے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جنہوں نے فتنۂ ارتداد کو کچلا، عمر بن عبد العزیز جنہوں نے بنو امیہ کے مظالم کو مٹایا، جلال الدین رومی جنہوں نے تاتاریوں کے شہنشاہوں کے قلوب کو گرمایا، خواجہ معین الدین چشتی، شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور سید احمد شہید جنہوں نے ہندوستان میں اسلامی تحریک چلائی، عظمت وشہرت کے حامل وہ عظیم شخصیات ہیں جن کے دم سے آج اسلام تاباں، درخشاں، زندہ و جاوید ہے۔

لیکن بہت افسوس ناک منظر اور دل خراش حقیقت یہ ہے کہ آج کا مسلمان اس روح سے خالی ان کیفیات سے عاری اور اس قوت ایمانی سے محروم ہے جو لوگوں کو نئے سرے سے سوچنے اور بدل جانے پر مجبور کرتی ہو، آج مسلمان مایوسی، افسردگی اور احساس کمتری کا شکار ہے، جس کی وجہ سے اس کا سر ذلت و عار کی وجہ سے جھکا ہوا ہے، آج مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے، آج مسلمانوں کی حالت زار پر آسمان اشک بار ہے، زمین کا ذرہ ذرہ ماتم کناں ہیں، وہ کاسۂ گدائی لئے اقتدار کی چوکھٹ پر سر تسلیم خم کئے ہوئے اس سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہیں، آخر اس دنیاوی زندگی کے گرفت میں آ کر نور حیات فراموش کر بیٹھے ہیں ۔

رلاتا ہے تیرا نظارہ اے ہندوستان مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا افسانہ سب فسانوں میں

آج مسلمانوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے، مسلم خواتین کی عفت وعصمت پر حملہ کیا جا رہا ہے، مسجدیں مسمار کی جا رہی ہیں، کیا آج کے مسلمان کا خون پانی ہو گیا ہے، کیا ان کی ہمت پست ہو گئی ہے؟ نہیں! بالکل نہیں! نہ مسلمان کا خون پانی ہوا، نہ ان کی ہمت پست ہوئی ہے، آج بھی اس کے اندر وہ قوت پوشیدہ اور وہ ہمت خوابیدہ ہے، وہ اس طوفان کے دھارے کو موڑ سکتا ہے، ظلم و ارتداد کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکتا ہے، مسجد کے گرتے ہوئے میناروں کو قوت ایمانی سے سنبھال سکتا ہے، اس دور میں جتنے بھی فرعونی صفت جنم لے رہے ہیں، اسے ضرب ایمانی سے کچل کر اپنے قدموں پر جھکا سکتا ہے اور وہ باطل کو دنیا کے سامنے گداگری کرنے پر مجبور کر سکتا ہے، یہ افکار و خیالات میں اور معیشت و معاشرت میں انقلاب لا سکتا ہے اور فاسد عناصر کی جڑ کاٹ کر صالح اور صحت مند اقدار کی آبیاری کر سکتا ہے۔

اے مرد مسلماں! تو ناموس ازل کا پاسباں اور خدائی لم یزل کا رازداں ہے، تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے؛ لیکن افسوس کہ تیرا سمندر صحرا کی طرح ساکن ہو گیا ہے اس میں کوئی مد و جزر نہیں، اس کی موجوں میں کوئی تلاطم نہیں، یہ کیسا سمندر ہے جس میں نہ کوئی امنگ حوصلہ مند ہے اور نہ کوئی موج بلند ہے۔ اس دور پرفتن اور زمانہ پرآشوب میں ضرورت ہے شیخ عبد القادر جیلانی کی، ضرورت ہے صلاح الدین ایوبی اور جلال الدین رومی کی، ضرورت ہے خواجہ معین الدین چشتی، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، شاہ ولی اللہ دہلوی اور سید احمد شہیدؒ کی، یہ مردان باصفا وحق آگاہ تھے جن کی کوششوں کا ماحصل اور مطمح نظر صرف یہ تھا کہ اس ملک کے مسلمان جب تک زندہ رہیں ان کا رشتہ ملت ابراہیمی اور شریعت محمدی سے استوار رہے، اور اسی دین و آئین کے پابند رہیں، ان کا سب سے بڑا امتیاز یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بے چین روح اور مضطرب دل عطا فرمایا تھا، جس سے انھوں نے اسلام کی خدمت اور دینی علوم کے میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن کی نظیر بڑے بڑے اسلامی ملک نہیں پیش کر سکتے، ان کی قوت اجتہادی ان کی اولو العزمی اور حوصلہ مندی کے اظہار کا سب سے بڑا میدان رہا ہے، ان حضرات کی کوششوں کی بدولت آج ہندوستان میں کچھ اسلام کی کرنیں موجود ہیں، انھوں نے شمع اسلامی کو سینے سے لگائے رکھا اور بڑی بڑی آندھیوں اور طوفانوں میں بھی اسے گل نہ ہونے دیا۔

لیکن اس دور کے مسلمانوں نے ان کی تمام کوششوں اور کاوشوں پر خاک جھونک دی، سرفروشان اسلام اس پودے کو خون کے قطرے بہا کر تاباں اور درخشاں بنایا؛ لیکن افسوس کہ آج اس پودے کی آبیاری کرنے والا کوئی نہیں۔

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلیرانہ، کردار قاہرانہ

اس دور کے مسلمانوں نے اپنے ہی پیر پر کلہاڑی ماری ہے، آج ان پر متواتر ظلم و ارتداد کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، کل اس پر تباہ و بربادی کی بجلی گرائی جائے گی، آج ان کے دین کی عظمت کے نشان مساجد و مدارس غیروں کو قبضہ دلایا جا رہا ہے، کل انہیں مسجد جانے سے روک دیا جائے گا اور کبھی یہ بھی کہا جائے گا کہ آپ کو حج کرنے کی اجازت نہیں، آپ زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

اے خوابیدہ کلی تو اس نرگس بیدار کی طرح آنکھ کھول، اے بادیہ نشیں اپنا مقام دیکھ اور رفتار زمانہ کو روک لے، تاریخ کے رخ کو موڑ دے، بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ حق پر گامزن کر دے، ظلم و ارتداد کے اٹھتے ہوئے طوفان بلاخیز کو روک دے، خدا داد بصیرت سے کام لے کر دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنا دے، اپنے اندر عمر بن خطابؓ کی روح پیدا کر، اے صحرا نشینو! جب تک تمہارے دل اسرار الٰہیہ کے امین ہیں تم دین کے نگہبان اور دنیا کے پاسبان ہو، تم روئے زمین پر خلیفہ اور نائب ہو ۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندہ دل گیری

آج کے اس حوصلہ شکن دور میں دینی و اخلاقی بگاڑ جس برق رفتاری سے بڑھتا جا رہا ہے، مذہبی اقدار سے جس طرح دوری ہوتی جا رہی ہے، اسلامی عقائد کو بگاڑنے، اسلامی تہذیب کو مٹانے اور اسلامی نقوش کو لوگوں کے ذہن و دماغ سے نکالنے کی عوامی اور حکومتی سطح پر جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ انتہائی تشویشناک اور اضطراب انگیز ہے۔ یہ طرز عمل اہل سلام کو دعوت دے رہا ہے کہ ہم چھوڑی ہوئی کتاب ہدایت کو پھر سینے سے لگائیں اور آنکھوں میں بسائیں، اس نسخۂ کیمیا کو تقریر و تحریر اور درس و تدریس کے ذریعہ عوام و خواص کے سامنے مؤثر انداز میں پیش کریں، اور اس کی قوت تاثیر سے دنیا کو ایک بار پھر روشناس کرائیں اسلامی عقائد و اقدار، اسلامی تہذیب کے ابدی ہونے کا ثبوت دنیا کو پیش کریں، ان شاء اللہ اس راہ میں کوشش کرنے والوں کو رضائے الٰہی نصیب ہوگی۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۳/۲۱۵/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، ضلع پورنیہ)

نسیلہ خاتون بنت علی حسن، مقام تعلیم ٹولہ، چندہ، ڈاکخانہ خیرہو، ضلع مدھے پورہ۔ فریق اول

بنام

محمد عدالت ولد محمد نہال، مقام و ڈاکخانہ جھنڈاپور، ضلع بھاگلپور۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ بھوانی پور، ضلع پورنیہ میں عرصہ چار سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/ ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۸/ جون ۲۰۲۳ء روز اتوار کو بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۴۵/۹۳۰/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بہار شریف، نالندہ)

چندا عرف شبستاں خانم بنت محمد عمر، امبیر اچکاہر، بہار شریف، ضلع نالندہ۔ فریق اول

بنام

محمد کاشف حسین ولد محمد صابر حسین، اکبر پور، شہدیوکھاپ، ضلع گیا۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف آٹھ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ بہار شریف، ضلع نالندہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱/ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰/ جون ۲۰۲۳ء روز منگل کو بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۸/۲۸۹/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ نوادہ)

فرزانہ خاتون بنت محمد حبیب شاہ، مقام و ڈاکخانہ حسین آباد، ضلع شیخ پورہ، بہار۔ فریق اول

بنام

محمد اختر شاہ ولد صغیر شاہ، مقام کوسی پوکھر پر، ڈاکخانہ کوسی، ضلع نوادہ۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف ۱۳/ سالوں سے تمام حقوق سے محروم ہونے اور غائب ولاپتہ ہونے کی وجہ سے دار القضاء امارت شرعیہ نوادہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/ جون ۲۰۲۳ء مطابق ۲/ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ روز بدھ کو بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

عازمین حج 2/ہزار کا نوٹ لے کر نہ جائیں

ریزرو بینک آف انڈیا کی جانب سے دو ہزار کا نوٹ بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے اور 23 مئی سے بینکوں میں اس کی تبدیلی بھی شروع ہوگئی۔ نوٹوں کی یہ تبدیلی ستمبر تک جاری رہے گی۔ دریں اثنا، حجاج کرام سے یہ اپیل کی جارہی ہے کہ وہ سفر حج پر روانہ ہوتے وقت اپنے ساتھ دو ہزار کے نوٹ ہرگز لے کر نہ جائیں، کیونکہ سعودی عرب ایکسچینج نے ان نوٹوں کو قبول کرنے سے منع کر دیا ہے۔ سرکاری طور پر اس بات کی تصدیق نہیں کی جاسکی ہے کہ سعودی عرب ایکسچینج نے واقعی دو ہزار کے نوٹ قبول کرنا بند کر دیئے ہیں یا نہیں، تاہم عازمین حج کے لیے سوشل میڈیا کے ذریعے پیغام جاری کئے جارہے ہیں۔ ایسے ہی ایک پیغام میں کہا گیا ''حج پر جانے والوں کی مشکلات بڑھ سکتی ہیں اگر وہاں 2000 روپے کا نوٹ لے کر جائیں گے۔ سعودی ایکسچینج نے دو ہزار کا نوٹ لینا بند کر دیا۔'' ایک دوسرے انگریزی پیغام میں بھی کہا گیا ہے کہ ''ایک حاجی کو اس وقت دقت پیش آئی جب ایکسچینج والوں نے 2000 کا نوٹ لینے سے منع کر دیا اس لیے تمام حاجیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نوٹوں کو ہندوستان سے ہی تبدیل کروا کر آئیں۔'' اس طرح کی خبروں کی خواہ تصدیق نہ ہو پائی ہو تاہم ماضی میں حج بیت اللہ کا سفر کر چکے حاجیوں کا کہنا ہے کہ 2016 میں جب نوٹ بندی کی گئی تھی تو انہیں بھی اسی طرح کے تلخ تجربات سے گزرنا پڑا تھا۔ سفر کربلا پر جانے والے عقیدت مندوں نے عراق میں بھی اسی طرح کی مشکلات کا سامنا کیا تھا۔ عرب اور دیگر ممالک میں مقیم کچھ ہندوستانیوں کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ نوٹ بندی کے بعد سے دنیا بھر کے ممالک کا ہندوستانی کرنسی پر سے اعتماد ختم ہوگیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ روپے میں لین دین قطعی نہ کیا جائے۔ کئی مقامات پر جہاں پہلے آرام سے روپے میں کوئی بھی خریداری کر لی جاتی تھی وہاں بھی اب ڈالر یا دیگر کرنسی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اب دو ہزار کا نوٹ بند کرنے کے بعد روپے کے لیے صورت حال مزید خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ (ایجنسی)

2000 کے نوٹ بند ہونے پر فکر کی کوئی بات نہیں: آر بی آئی

ریزرو بینک کے گورنر شکتی کانت داس نے کہا کہ 2000 روپے کے تمام نوٹوں کی تفصیلات رکھی جائیں۔ ریزرو بینک نے اپنی ویب سائٹ پر جاری ایک سرکلر میں کہا ہے کہ تمام بینک 2000 روپے کے نوٹ جمع کرنے یا تبدیل کرنے سے متعلق روزانہ ڈیٹا تیار کریں اور جب بھی ان سے مانگا جائے گا تو انہیں دستیاب کرانا ہوگا۔ ریزرو بینک نے فارم کا ایک فارمیٹ بھی جاری کیا ہے۔ اس فارمیٹ میں بینک کا نام، تاریخ، نوٹ بدلنے کی رقم اور کل رقم بھری جائے گی۔ یہ فارم بینک کے ملازمین بھریں گے اور اس پر بینک کے ملازم کے دستخط بھی ہوں گے۔ بینک تمام صارفین کا ڈیٹا تیار کرے گا۔ تاہم مرکزی بینک نے لوگوں سے کہا ہے کہ جن کے پاس 2000 روپے کے نوٹ ہیں وہ 23 مئی سے 30 ستمبر 2023 کے درمیان دیگر مالیات کے نوٹوں کے ساتھ تبدیل کر سکتے ہیں۔ آر بی آئی کے گورنر شکتی کانت داس نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ نوٹ بدلنے سے گھبرائیں نہیں۔ لوگوں کے پاس 4 ماہ سے زیادہ کا وقت ہے، وہ آسانی سے کسی بھی برانچ میں جا کر 2000 کے نوٹ بدل سکتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق آر بی آئی کے گورنر شکتی کانت داس کا کہنا ہے کہ 2000 روپے کے نوٹ بنیادی طور پر نوٹ بندی کے بعد واپس لیے گئے نوٹوں کی تلافی کے لیے متعارف کرائے گئے تھے۔ اب چونکہ مارکیٹ میں مزید مالیت کے نوٹوں کی کوئی کمی نہیں ہے، اس لیے انہیں گردش سے باہر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاہم، 2000 روپے کا نوٹ قانونی ٹینڈر رہے گا اور اسے 30 ستمبر 2023 تک بینکوں میں آسانی سے جمع اور تبدیل کیے جاسکتے ہے۔ ممبئی میں آر بی آئی کے گورنر شکتی کانت داس نے 2000 روپے کے نوٹ کی واپسی پر کہا کہ چار ماہ کا وقت دیا گیا ہے اور لوگ آسانی سے اور آرام سے نوٹ بدل سکتے ہیں۔ 4 ماہ نوٹ بدلنے کے لیے کافی وقت ہے۔ پرانے نوٹ بدلنے پر لگائی گئی پابندی کو مسئلہ نہ سمجھیں۔ آر بی آئی کے گورنر نے یہ بھی کہا کہ ہندوستان کا کرنسی مینجمنٹ سسٹم بہت مضبوط ہے۔ (ایجنسی)

محمد اظہار

انصاف کے عجیب وغریب تقاضے

عبداللہ ایوب کو 20 سال تک جیل کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد عدالت نے جیل سے رہا کر دیا۔ گرفتاری سے قبل ایوب پر پولس نے ایک کروڑ روپیہ مالیت کی ہیروئن رکھنے کا الزام لگایا تھا۔ میڈیا خبروں کے مطابق 14 مارچ 2003ء کو ایوب نے اپنے گھر کے کرایہ دار پولس کانسٹبل خورشید کو گھر سے نکالا تھا۔ حسد اور انتقام لینے کی غرض سے پولس کانسٹبل خورشید نے اپنے چند ساتھی افسران سے ملکر سازش رچی۔ ایوب کو ایک کروڑ روپیہ مالیت کی ہیروئن رکھنے کے جرم میں عدالت کے روبرو پیش کیا گیا۔ پولس افسران نے گمراہ کن ثبوتوں کو عدالت کے سامنے حقائق کے طور پر پیش کرتے ہوئے ایوب کو ناکردہ گناہ کے الزام میں 20 سال تک جیل کی سزا دلانے میں کامیاب ہوئے۔ حال ہی میں ایوب کے وکیل پریم پرکاش سری واستو کی کامیاب وکالت کے نتیجہ میں 20 سال بعد ایوب کو جیل سے رہائی ملی۔ اطلاعات کے مطابق پرانی بستی کے 3 پولس افسران نے پولس کانسٹبل خورشید کی ہزیمت کا بدلہ لینے کے لئے سازش رچی تھی۔ 20 سال بعد فارنسک لیباریٹری میں ضبط کردہ ہیروئن کی تشخیص کرنے کے بعد عدالت کو پتہ چلا کہ وہ ہیروئن پاؤڈر نہیں بلکہ ایک عام پاؤڈر تھا جس کی قیمت 20 روپیہ ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ 20 سال بعد ایوب کو جیل سے رہا کرنے کے بعد پولس افسران کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ (ایجنسی)

سدارامیا نے وزیر اعلیٰ کے طور پر لیا حلف، اپوزیشن اتحاد کا دکھا نظارہ

کرناٹک میں سدارامیا ریاست کے وزیر اعلیٰ اور ڈی کے شیوکمار نائب وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف لیا۔ ان کے ساتھ 8 دیگر ایم ایل اے بھی وزیر کے طور پر حلف لیا۔ حلف برداری کی تقریب کے پیش نظر بنگلورو کی سڑکوں پر پوسٹر اور بینر لگائے گئے۔ ڈی کے شیوکمار نے بنگلورو میں کرناٹک کے نائب وزیر اعلی کے طور پر حلف لیا۔ بتایا جاتا ہے کہ سابق ڈپٹی سی ایم ڈاکٹر جی پرمیشور، کے ایچ منیاپا، کے جے جارج، ایم بی پاٹل، ستیش جارکی ہولی، ملیکارجن کھڑگے کے بیٹے پریانک کھرگے، راملنگا ریڈی، بی زیڈ ضمیر احمد خان ریاستی کابینہ میں وزراء کے طور پر حلف لیا۔ (نیوز رپورٹ)

طب وصحت

لیچی کے عجیب فائدے

لیچی گرمیوں کا نایاب پھل ہے جو صرف کچھ عرصے کے لئے آتا ہے، یہ سُرخ رنگ کے سخت چھلکے اور اندر سے نرم جیلی جیسا پھل جو ذائقے میں سب سے منفرد یہ خوبصورت پھل موسم گرما میں ہمیں میسر ہوتا ہے جسے لیچی کہتے ہیں، یہ جتنا خوش ذائقہ ہے اتنی ہی خصوصیات کا حامل ہے لیکن اس کے ان گنت فوائد سے اب تک بہت سے لوگ لاعلم ہیں۔ آم، جامن تربوز اور دیگر پھلوں کی طرح یہ پھل بھی گرمیوں میں آتا ہے اور یہ گرمی کے موسم میں ٹھنڈک کا فرحت بخش احساس دیتا ہے۔

یہ ایک ایسا پھل ہے جس کو زیادہ دِنوں تک ذخیرہ نہیں کیا جا سکتا اس کے اوپر سرخ رنگ کا موٹا چھلکا ہوتا ہے جب کہ اندر جھلی نما سفیدی مائل گودا خوش ذائقہ ہوتا ہے اس کا ذائقہ کھٹا میٹھا سا ہوتا ہے جبکہ اس کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اس پھل کا استعمال اس لئے بھی ہمارے لئے فائدے مند ہے کیونکہ یہ رسیلا پھل ہے اور اس کے استعمال سے ہمارے جسم کی پانی کی کمی دور ہوتی ہے۔ لیچی کے بارے میں ماہرین کا کہنا ہے لیچی ایک ایسا پھل ہے جو صحت کے لئے نہایت مفید ہونے کے ساتھ مدافعتی طاقت اور خون کے دورانیے کو بہتر کرنے کے علاوہ جلد کو خوبصورت بنانے کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔ لیچی میں وٹامن سی زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے جو کہ انسانی صحت کے لئے انتہائی مفید ہے۔ لیچی میں چھپے چند حیران کن اور مفید فوائد یہ ہیں۔

قوت مدافعت: لیچی کے اندر وٹامن سی کی مقدار بھرپور ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی انسانی جسم کی روزانہ 100 فیصد ایسکوربک ایسڈ کی ضرورت کو بھی پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو قوت مدافعت کے لئے مفید ہے۔ لیچی میں موجود وٹامن سی خون کے وائٹ سیلز کو بھی حرکت دینے کے علاوہ بیرون عوامل سے مزاحمت کرنے کا کردار ادا کرتی ہے۔

ہاضمے کیلئے مفید: لیچی جسم کو فائبر بھی فراہم کرتی ہے جو کہ ہاضمہ کی قوت کو بڑھاتی ہے۔ اس کی وجہ سے قبض، پیشاب اور پیٹ کی شکایت سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ یہ گیسٹرک کی شکایت کو بھی دور کر دیتی ہے اس کی وجہ سے نظام انہضام بہتر طور پر کام کرتا ہے۔

ہڈیوں کو مضبوطی: لیچی تقویت بخش غذا سے بھرپور ہونے کے ساتھ میگنیشیم، فوسفورس، آئرن، میگنیز اور کاپر سے بھرپور ہوتی ہے اور یہ تمام منرلز ہڈیوں کو کیلشیم جذب کرنے دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہڈیاں مضبوط اور طاقتور ہوتی ہیں۔

وائرس سے بچاؤ: لیچی میں پرانتھو سائنڈنز اور لیچیٹینین ہوتا ہے جس کے اندر یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ ہر قسم کے وائرس سے تحفظ فراہم کرسکتا ہے اور وائرس پھیلنے سے روکتی ہے۔

خون کی گردش میں تیزی: لیچی میں موجود کاپر کی بھاری مقدار خون کی گردش کو بہتر انداز میں بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے جب کہ آئرن اور کاپر جسم میں ریڈ بلڈ سیلز بنانے کا کام کرتے ہیں۔

بلڈ پریشر کو مستحکم کرنے میں معاون: بلڈ پریشر والوں کے لئے لیچی بہت زیادہ فائدہ مند ہے لیچی جسم میں غذا اور پانی کو متوازن رکھتے ہوئے ہائی بلڈ پریشر کو قابو میں رکھتی ہے۔ پوٹاشیم کی زیادہ مقدار اور سوڈیم کی کمی لیچی کی اہم خصوصیت ہے جو بلڈ پریشر کو مستحکم رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور لیچی بواسیر والوں کے لیئے اور پرانے قبض والوں کے لیئے بہت زیادہ مفید ہے۔

جلد کے لئے مفید: لیچی میں موجود وٹامن سی اینٹی آکسیڈینٹ کا کام انجام دیتا ہے یعنی لیچی چہرے پر پڑنے والے داغ دھبوں کے خلاف لڑنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر لیچی کے رس کے چند قطرے عرقِ گلاب میں مکس کر کے لگائے جائیں تو چکنی جلد سے مکمل طور پر چھٹکارا ملے گا اور ساتھ ہی دانوں کا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا، اس مکسچر کو چہرے پر کم سے کم 20 منٹ لگانا ہوگا۔ جلد کو جوان رکھنے کے لئے ایک کیلا چار سے پانچ لیچی کے گودے کے ساتھ ملا کر اچھی طرح پیسٹ بنالیں، اب 15 منٹ کیلئے یہ ماسک اپنے چہرے پر لگائیں اور پھر ٹھنڈے پانی سے دھولیں پھر دیکھیں اس کا کمال۔

بالوں کیلئے مفید: لیچی میں کاپر کی وافر مقدار پائی جاتی ہے جو بالوں کی نشونما کے لئے بیحد مفید ہے اگر 2 کھانے کے چمچ ایلوویرا کا گودا لیچی کے ذرا سے جوس کے ساتھ ملا کر ایک گھنٹے کیلئے بالوں پر لگایا جائے تو اس کا جادوئی کمال دیکھ کر آپ بھی حیران رہ جائیں گے۔

وزن میں کمی: لیچی میں کم کیلریز ہوتی ہیں جو کہ وزن بڑھنے نہیں دیتیں۔ لیچی میں فائبر کی مقدار وزن کم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور یہ وزن کم کرنے کا مثالی پھل ہے۔

Volume:63/73,Issue:20 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

گاہے گاہے اسے پڑھا کیجئے
دل سے بہتر کوئی کتاب نہیں
(سعید راہی)

آٹھویں میقات کے لئے وفاق المدارس الاسلامیہ کا انتخابی اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر

رپورٹ: مولانا مفتی عین الحق امینی

باتفاق رائے حضرت امیر شریعت صدر، نائب امیر شریعت خازن اور مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی ناظم اعلی منتخب

امیر شریعت ثامن مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی صدارت میں دارالعلوم سجاد نگر لڑوارہ بیگوسرائے کے اندر آئندہ میقات کے لئے وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ، پٹنہ کا ملتوی شدہ آٹھواں انتخابی اجلاس بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا، چنانچہ باتفاق رائے حضرت امیر شریعت کو صدر، نائب امیر شریعت کو خازن جب کہ مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کو وفاق کا ناظم اعلی منتخب کیا گیا۔

اس موقع پر اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی نے فرمایا کہ مدارس اسلامیہ میں اساتذہ کی ٹریننگ کا نظام نہیں ہے، اس کی وجہ سے اساتذہ کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حروف تہجی بچوں کو پڑھانا ہے، اساتذہ تربیت کے بغیر انہیں حروف تہجی کامیابی کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ مدارس کی درجہ بندی بھی ضروری ہے؛ تاکہ ابتدائی، ثانوی اور اعلی تعلیمی نظام میں پختگی پیدا ہو سکے، مدارس کی درجہ بندی کے لئے ضروری ہے کہ مدارس کی کارکردگی کے پیش نظران کے لئے کٹیگریز کا تعین کیا جائے، امیر شریعت نے یہ بھی فرمایا کہ مدارس میں اول نمبر پر عربی کی تعلیم کو رکھا جائے اس کے بغیر قرآن وحدیث کو پوری طرح نہیں سمجھا جا سکتا اور دوسرے تیسرے نمبر پر دیگر عصری مضامین رکھے جائیں؛ تاکہ مضبوط سسٹم کے ساتھ مدارس اسلامیہ میں تعلیمی نظام کو بہتر بنایا جا سکے، اسی دن رات میں اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے اندر کبر وغرور کی شکل میں ایک خدا بیٹھا ہوا ہے، جب تک اسے نکال باہر نہیں کریں گے دنیا کا کوئی بھی کام سلیقہ سے نہیں ہو سکتا، اپنی بڑائی کا خیال سماجی کاموں کے لئے زہر ہلاہل ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کبر وغرور سے دور رہیں، نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے کہا کہ علاقائی سطح پر مدارس کے اندرونی نظام کو بہتر بنایا جائے، کھان، پان، رہائش اور عمارت کی صاف صفائی ودیگر سہولیات بچوں کو مہیا کرائی جائیں؛ تاکہ مقامی بچوں کو باہر جانے سے روکنے میں مدد مل سکے، انہوں نے کہا کہ مدرسوں میں اساتذہ کی تنخواہوں پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ اساتذہ محنت سے تعلیم وتربیت کی خدمات انجام دے سکیں، رات کے اجلاس میں انہوں نے قرآن کریم کی عظمت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ مدارس میں بچے کیوں کم ہو رہے ہیں اس کی وجوہات، نصاب ونظام تعلیم وتربیت جیسے عناصر پر ہمیں غور کرنا ہوگا، قاضی انظار عالم قاسمی نے کہا کہ مالی چندہ کے علاوہ ہمیں بچوں کا بھی چندہ کرنا چاہئے، تبھی بچوں کے باہر جانے کا سلسلہ رک سکتا ہے، مفتی محمد خالد نیموی قاسمی نے اپنے بیان میں کہا کہ توکل علی اللہ اور رجوع الی اللہ کی صفات سے متصف ہو کر مدارس کے اندرونی نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ پٹنہ نے کہا کہ مدارس کے اندرونی نظام کو پر کشش بنانے کے لئے کمزوریوں کو دور کرنا ضروری ہے، مفتی اختر امام عادل قاسمی نے کہا کہ علم کی راہ مشکلات سے بھری ہوئی ہے، طلبہ کے لئے صبر اور انتظامیہ کی اطاعت ضروری ہے، قاضی عبدالعظیم حیدری نے کہا کہ تعلیم وتربیت کے نقص میں انتظامیہ کا قصور زیادہ ہے، مفتی عین الحق امینی قاسمی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مدارس کو کٹیگریز میں لانے کی ضرورت ہے اس کے بغیر بہتر تعلیم پر قابو پانا مشکل ہے، اجلاس عام سے مفتی انوار احمد قاسمی، قاضی عبدالعظیم حیدری، مولانا نورالہدیٰ وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔

پہلی نشست کا آغاز مفتی نفیس احمد قاسمی اور قاری محمد اقبال کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، نعت نبی قاری محمد عارف نے پیش کی، وفاق المدارس الاسلامیہ کی کارکردگی رپورٹ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ناظم وفاق المدارس نے پیش کی اور اس مجلس کی نظامت کے فرائض بھی انہوں نے انجام دیئے، چائے کے ساتھ آٹھویں میقات کے لئے جامعہ رشیدالعلوم چترا جھارکھنڈ میں کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی شدہ انتخابی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی، اس نشست کی نظامت مفتی انوار احمد صاحب ناظم مدرسہ عارفیہ سنگرام نے کیا۔

انتخابی اجلاس میں جن عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا ان میں صدر مفکر ملت حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم، خزانچی نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، نائبین صدر قاری شبیر احمد، مولانا محمد شبلی القاسمی، مفتی اختر امام عادل قاسمی، مفتی محمد خالد نیموی قاسمی، ناظم اعلی وفاق مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، نائب ناظم مفتی سعید الرحمان قاسمی، مفتی وصی احمد قاسمی، مفتی عین الحق امینی قاسمی، مولانا اقبال احمد مغربی بنگال، قاضی محمد انور منتخب ہوئے، طے پایا کہ معاون ناظم حضرت صدر محترم کے مشورے سے طئے کیا جائے گا، اسی طرح عاملہ کے نئے ممبران میں قاضی انظار عالم قاسمی، مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی، مولانا نورالہدیٰ قاسمی، مولانا انوار اللہ فلک، مولانا فخرالدین مظاہری، مولانا محمد احسان الحق قاسمی، مولانا محمد طیب القاسمی، مولانا قاضی نثار احمد، مفتی انوار احمد، مولانا عاصم، مولانا قاضی محمد ارشد، مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا قاضی اعجاز اور مولانا نورالہدیٰ منتخب ہوئے، اس موقع پر مدارس اسلامیہ سے متعلق مسائل وحل کے موضوع پر باضابطہ تجاویز بھی پاس ہوئیں جسے مولانا مفتی محمد خالد حسین قاسمی نے پڑھ کر سنایا اور سامعین نے اسے منظوری دی۔

اخیر میں پروگرام کے داعی و دارالعلوم سجاد نگر لڑوارہ کے ناظم اعلی مولانا قاضی ارشد قاسمی صاحب نے اپنے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، پروگرام کو کامیاب بنانے والوں میں مولانا اشرف قاسمی، نائب ناظم دارالعلوم سجاد نگر لڑوارہ، انتظامیہ کمیٹی واساتذہ دارالعلوم، مولانا مظہر قاسمی، ایڈووکیٹ وصی الحق رحمانی، مولانا افتخار وصی قاسمی، مولانا فیروز عالم صدر مدرس، حافظ سراج، مفتی قمر صالح، مولانا ظفر صالح وغیرہ کے اسماء قابل ذکر ہیں، اجلاس میں دور دراز سے مدارس کے ذمہ داران اور ان کے نمائندوں نے شرکت کی۔

تجاویز

بموقع آٹھواں انتخابی اجلاس وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

حضرت امیر شریعت کی صدارت میں دارالعلوم سجاد نگر لڑوارہ میں مورخہ 21 / مئی 2023ء منعقد ہونے والے وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ، بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ بیگوسرائے کا یہ اجتماع مدارس اسلامیہ کو ملت اسلامیہ کا عظیم اثاثہ، دینی شعائر اور اسلامی تہذیب واقدار کے تحفظ کا امین اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا نقیب سمجھتا ہے، اور اس کے تحفظ وبقا اور اس کی فعالیت میں اضافہ کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز منظور کرتا ہے:

(1) اہل مدارس سے گزارش ہے کہ داخلی طور پر اپنے نظام کو مضبوط ومستحکم کریں، کاغذی اور تحریری کاروائی مکمل رکھیں، حساب وکتاب درست رکھیں اور سالانہ اس کو آڈٹ کروالیا کریں، زمین اور پراپرٹی کے کاغذات درست رکھیں (2) نصاب تعلیم جو وفاق المدارس سے منظور شدہ ہے اس کی تنفیذ کو سو فیصد یقینی بنایا جائے، نصاب کی تکمیل پر بھی توجہ دی جائے اور ماہانہ مقدار خواندگی کا اندراج کیا جائے (3) مختلف ذرائع سے مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کر کے اس کے خلاف نفرت کی فضا قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، لہٰذا اس کے لیے سماجی رابطہ اہم ہے، مدرسہ میں منعقد ہونے والے مختلف پروگراموں میں خاص طور پر یوم جمہوریہ اور یوم آزادی کی تقریبات میں حکمت ومصلحت کے مطابق برادران وطن کو مدعو کریں، ان کے سامنے جنگ آزادی اور وطن کے لیے مدارس اسلامیہ کی قربانیوں کا تذکرہ کریں، مدرسہ میں ایک معائنہ رجسٹر ہو جس میں علاقے کے معززین، سرکاری افسران، سماجی کارکنان اور سیاسی شخصیات کے تاثرات لکھوانے کا اہتمام کریں (4) کم عمر بچوں اور بچیوں کے لیے بہترین تعلیمی نظام علاقائی مدارس میں یقینی بنایا جائے (5) بچوں کو اسلامی اقدار اور سنت نبوی کے مطابق محبت وشفقت اور حکمت سے پڑھائیں، تعلیم میں بچوں کی عمر کے مطابق ان کی نفسیات کا خیال رکھا جائے مار پیٹ سے بالکلیہ اجتناب کریں (6) اساتذہ کو تعلیم سے پہلے پڑھانے کی تربیت دے کر ٹرینڈ کیا جائے، وفاق المدارس بین المدارس اجتماع منعقد کر کے اساتذۂ مدارس کو تربیت فراہم کرتا رہا ہے اس کو مزید تسلسل اور پابندی سے منعقد کرنے کی ضرورت ہے (7) مسلم دانشوران سے یہ اپیل ہے کہ عصری تعلیمی ادارے کثرت سے مسلم آبادیوں میں قائم کریں جہاں دینی ماحول اور تربیت کے ساتھ اعلیٰ کوالٹی کے ماڈرن ایجوکیشن کا انتظام ہو (8) ارتداد اور فکری آوارگی کے سدباب کے لئے " کو ایجوکیشن سسٹم " سے بچتے ہوئے دینی ماحول میں بچیوں کے لیے معیاری تعلیمی نظام قائم کیا جائے (9) مدارس اسلامیہ کے مابین مضبوط روابط تعاون علی الخیر کی بنیاد پر قائم کی جائے؛ مختلف پیش آمدہ مشکلات میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں اور مل جل کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں؛ اس کے بعد وفاق کے مرکزی دفتر کو اطلاع دیں (10) جدید تعلیمی پالیسی 2020 کے تناظر میں دینی مکاتب کا منظم، مضبوط وفعال تعلیمی نظام قائم کیا جائے (11) مدارس کے مابین رینکنگ کا نظام یعنی معیار کے تعین کا کام ضروری ہے، وفاق کی نگرانی میں نامزد ماہرین کے ذریعے معیار کی تعین کا کام جلد از جلد انجام دیا جائے۔

◯ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں - رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب)
WEEK ENDING- 29/05/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421